پہلے حسینؑ لکھنا

مجموعہ قصائد و منقبت

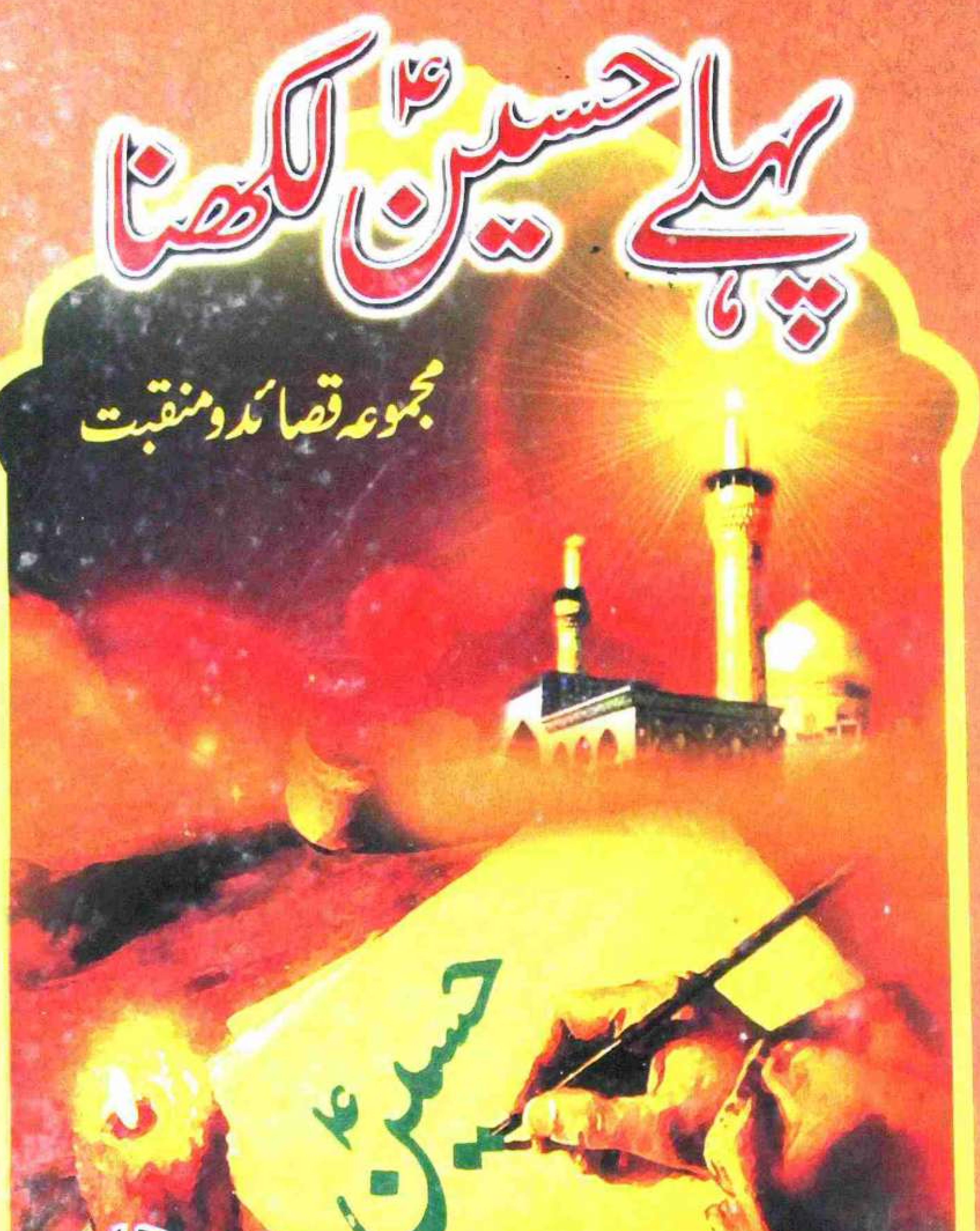

ریحان اعظمی

MBA
محفوظ بک ایجنسی
امام بارگاہ شاہ نجف مارٹن روڈ کراچی
Tel : 412 4286 - 491 7823 Fax : 431 2882 Email : anisco@cyber.net.pk

٤٨٦

[illegible]

دعاء
طالب

[illegible]

١٧ / [illegible] ٢٠٠٨م

پہلے حُسینؑ لکھنا

مجموعہ قصائد و مناقب

—: شاعر اہل بیت :—

ڈاکٹر ریحان اعظمی

—: ترتیب و تدوین :—

اے ایچ رضوی

ناشر

محفوظ بک ایجنسی ❀ مارٹن روڈ کراچی

محفوظ MBA

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk

جُملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

کتاب ''پہلے حسینؑ لکھنا'' کاپی رائٹ ایکٹ ۱۹۶۲ء، گورنمنٹ آف پاکستان کے تحت رجسٹرڈ ہے لہٰذا اس کتاب کے کسی حصے کی طباعت و اشاعت، انداز تحریر، ترتیب و طریقے، جُز یا کل کسی سائز میں نقل کر کے بلاتحریری اجازت طابع و ناشر غیر قانونی ہوگی۔

نام کتاب: پہلے حسینؑ لکھنا

شاعر: ڈاکٹر ریحانؔ اعظمی

ترتیب و تدوین: اے ایچ رضوی

سنِ اشاعت: اپریل ۲۰۰۸ء

تعداد: ایک ہزار

کمپوزنگ: احمد گرافکس، کراچی، ۶۸۰۱۷۲۱

سرورق: علی اکبر رضوی

ناشر: محفوظ بک ایجنسی کراچی

ہدیہ: ۷۵/- روپے

بہ تعاون: ریحان اکیڈمی انٹرنیشنل

محفوظ بک ایجنسی ❁ مارٹن روڈ کراچی

محفوظ MBA

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882

E-mail: anisco@cyber.net.pk

فہرست قصائد و مناقب

"ہم عصروں پر چھا جانے والا شاعر"..... محترمہ ثمر زیدی دبئی ۷
"تو کچھ نہ لکھنا حسینؑ لکھنا"..... سید علی انصر رضوی ۹
بحقِ محمدؐ و آل یٰسین..... شاعر حسین شاعرؔ ۱۱
ڈاکٹر ریحان اعظمی کے کلام کا سفر..... ڈاکٹر عین الرّضا ۱۳
قلم نے سیکھا ہے یہ وظیفہ، دُعا سے پہلے حسینؑ لکھنا ۱۴
سجا کے رکھتے ہیں سینوں میں ہم حسینؑ کا غم ۱۶
علم کی بھیک جو کشکول اُٹھا کر مانگو ۱۸
چراغِ راہِ صداقت جلا چکے ہیں حسینؑ ۲۰
جنّت ہمیں عزیز نہ کوثر عزیز ہے ۲۲
کھولے ہیں کربلا نے یہ عُقدے نئے نئے ۲۳
رب نے جب تلوار بخشی حیدر کرّار کو ۲۴
بضعتِ ختمی رُسل کون ہے زہراؑ کے سوا ۲۶
فرش مجلس کا اگر گھر میں بچھا رہتا ہے ۲۷
یہ کس نے کہا درد کا عنوان موت ہے ۲۸
بضعتِ قلبِ مصطفیٰ زہراؑ ۲۹
جو علیؑ سے لو لگاتے تو کچھ اور بات ہوتی ۳۱
نہ میرا نہ تیرا علیؑ سب کا ہے ۳۲
خودسَری ہار گئی کرب و بلا جیت گئی ۳۴

حیدرؑ تے اُپنے دورِ حکومت کے باوجود ۳۶
ابوتراب ہیں ایسی تراب دیں گے علیؑ ۳۷
بعدِ محمدؐ بعدِ علیؑ سب سے بڑا سردار حسینؑ ۳۹
علم کی رحل پہ قرآن وفا ہیں عباسؑ ۴۰
میں اُس کی منقبت میں کہاں بولنے لگا ۴۱
کہا حسینؑ نے عاشور کو بجھا کے چراغ ۴۲
دَر کھل رہا ہے عِلم کا دیوار چُپ رہے ۴۳
گردش کو کیا خبر ہے میں کس کی دعا میں ہوں ۴۴
اس وقت میں کیا مانگوں دُعا سوچ رہا ہوں ۴۶
اب اِس سے بڑھ کے کیا ہو محبت حسینؑ کی ۴۷
موسم بدل رہا ہے نظامِ حیات کا ۴۸
علیؑ مزاج محمدؐ صفات آتے ہیں ۴۹
وہ بزمِ مدحتِ ابنِ ابوترابؑ نہیں ۵۰
ایک ہی وقت میں مجموعۂ کردار ہو تم ۵۱
خُلد میں کیوں جاؤں میں غازیؑ کا روضہ چھوڑ کر ۵۳
کب تلک بیٹھے رہیں گے آپ مولا اُس طرف ۵۴
یہ تذکرہ ہے ایسے اطاعت شعار کا ۵۶
بہت واقف یہ ہندوستان ہے عونؑ و محمدؐ سے ۵۸
مددِ طلب تو کرو ایک بار حیدرؑ کی ۶۰
کہہ گئے حق کے نبی لکھتے رہو پڑھتے رہو ۶۱
کیا پوچھتے ہو میرا رشتہ ابُو طالبؑ سے ۶۲

اِس بات سے محسوس کرو کیا ہے سکینہؑ ۶۳
اِس سے بڑھ کے کیا ہوگی برتری خدیجہؑ کی ۶۴
لفظوں نے جب سجا لیا پیکر غدیر کا ۶۵
مت پوچھ ہم فقیروں نے کیا کیا بچا لیا ۶۶
ٹھہر گیا ہے عقیدہ اِسی خیال کے بعد ۶۸
وہ آنکھ جس میں عزا کی نمی نہیں ملتی ۶۹
باقی رہے گا لفظ کا پھر اِحترام بھی ۷۱
نبیؐ کی بزم میں سب مثلِ حیدرؑ ہو نہیں سکتے ۷۲
غموں میں اِس طرح پیدا حسیں لمحات کر لینا ۷۳
نامور لاکھوں ہیں ہمنامِ خدا کوئی نہیں ۷۵
درِ تخیل کا جب بھی وا کیجئے ۷۶
وفا کا پروردگار آیا فرشتے آنکھیں بچھا رہے ہیں ۷۸
اے فلک بننے دے منبر دیکھتا رہ جائے گا ۷۹
یوں ہے قرآنِ مؤدت کی تلاوت کرنا ۸۰
حسنؑ حسینؑ کی مدحت سے کون روکے گا ۸۲
حیدرؑ سے اگر برسرِ پیکار نہ ہوتے ۸۴
محدود نہیں سمجھو دامانِ پیمبرؐ تک ۸۶
قائم آلِ محمدؐ کا قصیدہ لکھیں ۸۷
مدحتِ عباسؑ میں مت پوچھ کیا اچھا لگا ۸۹
جسے حاصل ثنائے شاہؑ کا موسم نہیں ہوتا ۹۱
مجلسِ کے لئے محفلِ شبرؑ کے لئے ہے ۹۳

دیکھتی ہے میرے مولا کی نظر دور تلک، بلکہ بہت دور تلک ۹۵
ذکرِ حیدرؑ جسے ہر آن بُرا لگتا ہے ۹۷
فرشِ مجلس پہ وہی محوِ بُکا ہوتا ہے ۹۸
چُپ ہے دربارِ جفا بول رہی ہیں زینبؑ ۹۹
رگوں میں مثل خوں رواں حسینؑ تھے حسینؑ ہیں ۱۰۱
باقی نہ تخت و تاج نہ دربار رہ گیا ۱۰۳
اَب کوئی غم اب کوئی مُشکل کہاں رستے میں ہے ۱۰۵
عقیدتوں کے کِھلے ہیں گلاب مجلس میں ۱۰۶
کہتا ہوں بار بار مری بات مان لے ۱۰۸
غمِ کربلا سے بڑھ کر غمِ دوستاں نہیں ہے ۱۱۱
کب بے نسب کے ہاتھ میں سجتی ہے ذوالفقار ۱۱۳
ذکرِ عباسؑ ذکرِ حیدرؑ ہے ۱۱۵
مقصدِ مصطفیٰ، حُسینؑ! حُسینؑ! ۱۱۷
جو تصویرِ تشنہ زباں کھینچتے ہیں ۱۱۹

"ہم عصروں پر چھاجانے والا شاعر"

محترمہ ثمر زیدی دبئی

نوحہ نگاری کے میدان میں ریحان اعظمی صاحب سے میرا تعلق وہی ہے جو ایک نوآموز پودے کا بارانِ رحمت سے ہوتا ہے درِاہلبیتؑ سے وابستہ کون سا ایسا شخص ہوگا جو اُن کے نام، اُن کی شخصیت اور اُن کی خدمات کا معترف نہ ہو۔ وہ ایک عہد ساز شاعر ہیں جس طرح دبستانِ لکھنؤ کے رسائی ادب کا تذکرہ میر انیسؔ کے بغیر ممکن نہیں اسی طرح دبستانِ کراچی کے لئے ریحان اعظمی صاحب کا حوالہ ناگزیر ہے۔ کراچی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ریحان صاحب کا تعلق اِس شہر سے ہے لیکن دنیا کے کسی بھی گوشے میں جہاں مولائے کائنات کے چاہنے والے موجود ہیں ریحان صاحب کا کلام بھی اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ وہ بیک وقت آٹھ زبانوں پر عبور رکھتے ہیں۔ ان کا کلام اردو کے علاوہ عربی، فارسی، ہندی، سندھی، پنجابی، سرائیکی اور پشتو زبان میں بھی اپنی بہاریں دکھا رہا ہے۔

پاک و ہند سے تعلق رکھنے والی ہر انجمن ہر نوحہ خواں کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ ریحان صاحب کا کلام پڑھا جائے ہر مجلس میں صاحبِ مجلس کی آرزو یہ ہوتی ہے کہ سلام اُنہی کا ہو۔ دنیا میں کہیں بھی منقبتی مشاعرہ ہو یا محفل کوشش یہی ہوتی ہے کہ ریحان صاحب کی موجودگی محفل کو دوآتشہ کرے، کیا سبب ہے کہ اُن کو خدا نے اتنی مقبولیت اور عزت بخشی کیا وجہ ہے کہ وہ آتے ہی اپنے ہم عصروں پر چھاگئے کیوں اُن کی صلاحیتیں روز بروز نکھرتی چلی گئیں۔ ریحان صاحب سے ملاقات کے بعد ہمیں اپنے سوالات کا جواب شہید علامہ سید عارف حسین الحسینیؒ صاحب کے اِن الفاظ میں خود بخود مل جاتا ہے کہ،

"کامیاب وہ ہوتا ہے جو دنیا کو دین پر فدا کردے"

اور یقیناً ریحان صاحب سے واقفیت رکھنے والے تمام افراد اِس بات سے پوری طرح آگاہ بھی ہیں اور متفق بھی کہ وہ اِس معیار پر پورے اترتے ہیں۔

ریحان صاحب کا کلام اتنی بڑی تعداد میں موجود ہے لیکن کہیں بھی مقدار نے معیار کو متاثر نہیں کیا۔ اتنی مختصر مدّت میں اتنا ضخیم انتخاب کسی معجزے سے کم نہیں مگر وہ خود بتاتے ہیں۔

جب شعورِ علم مجھ کو علم کے دَر سے ملا
میں نے جو چاہا تھا وہ مجھ کو مقدّر سے ملا

مجھے شدید حیرت اُس وقت ہوتی ہے جب شیعہ حلقوں میں سے اکثریت اپنے ہی اسکالرز، علماء اور شعراء پر کیچڑ اُچھالتے نظر آتے ہیں جس سے بات کیجیے اگر دو کی تعریف ہوگی تو چار کی خامیاں بھی ضرور گنوائی جائیں گی۔ سوال یہ ہے کہ کیا روئے زمین پر آئمہ اطہارؑ کے علاوہ کوئی ایسا شخص موجود ہے جو بے عیب ہو۔

ہمارے علماء ہمارے شعراء ہمارے اسکالرز، یہ تمام وہ لوگ ہیں جنھیں عزت، شہرت اور خوبی خدا کی طرف سے عطا کی گئی کیا آپ کے علم میں ہے کہ ان میں ضرور کوئی خاص بات ہوگی۔ جو بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے انہی کا انتخاب کیا جب بی بیؑ نے ان حضرات کا انتخاب کیا ہے تو ان افراد کی اپنے اپنے درمیان موجودگی پر خدا کا شکر ادا کریں۔ اپنی ذمّہ داری کا احساس کیجیے جو قوم اپنے ہیروز کا احترام کرنا نہیں جانتی وہ کبھی بھی ترقی نہیں کرسکتی۔ اپنے دامن کو ہمیشہ حسد کی آگ سے بچائیے اور کوشش کیجیے اپنے آپ کو اِس قابل بنانے کی کہ آپ بھی منبرِ رسولؐ پر بیٹھنے کا اعزاز حاصل کرسکیں۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ بابِ مدینۃ العلم کے صدقے میں خدا ریحان اعظمی صاحب کا سایہ ہمارے سروں پہ قائم رکھے اور ہماری قوم میں ذمّہ داری کا احساس پیدا کرے کہ جس طرح میر انیسؔ کی قوم نے ہمیشہ انھیں معاشی خوشحالی اور ذہنی آسودگی کا سرمایہ بہم پہنچایا کہ وہ مکمل یکسوئی کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے اسی طرح خدا ہماری قوم کو بھی کم از کم اتنا سلیقہ تو سکھادے کہ بی بیؑ کے اِن خاص فرزندوں کے لئے ہماری ذمّہ داریاں کیا ہیں۔

"تو کچھ نہ لکھنا حسینؑ لکھنا"

سید علی انصر رضوی

کائناتِ لفظ و معنی میں یہ بات بڑی مشکل نظر آتی تھی کہ آغاز کلام کے لئے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم کے بعد کیا لکھا جائے۔ ریحانؔ اعظمی نے یہ مسئلہ اس طرح حل کردیا کہ خالقِ حروف و اعداد کا نام بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم میں شامل ہے اور بقولِ مولائے کائنات انا نقطة التحت الباء میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم کے "ب" کا نکتہ ہوں اس کے بعد جو پہلا نام یا حرف لکھا جائے گا وہ بیشک حسینؑ ہی لکھا جائے گا۔

معترضین یہاں یہ اعتراض کرسکتے ہیں کہ رسولِ خداؐ اور جناب سیدہؑ کا نام کہاں گیا۔تو اس کے لئے رسولؐ کی دو احادیث اس اعتراض کو رد کرنے کے لئے کافی ہیں۔

فاطمۃ بضعت منی اور حسینؑ ومنی وانا من الحسینؑ

لہٰذا حسینؑ لکھ کر جناب رسولِ خداؐ اور شہزادی کونین ہی لکھا جاتا ہے۔ میرے خیال میں اب بات واضح ہوگئی کہ پہلے حسینؑ لکھنے کا مطلب ہے خدا، رسولؐ و علیؑ اور فاطمہؑ لکھا گیا۔

زیرِ نظر مجموعہ مناقب "پہلے حسینؑ لکھنا" ڈاکٹر ریحانؔ اعظمی کے خامۂ معجز اثر کا وہ کارنامہ ہے جو اس سے قبل بھی آیاتِ منقبت، سامانِ شفاعت، غدیر سے کربلا تک میں اپنی معجز بیانی کی سند قبولیت اہل علم و ادب سے وصول کرچکا ہے۔ مجھے یہاں ریحانؔ اعظمی کے طرزِ تحریر یا ان کی منقبت گوئی پر گفتگو کرنا مقصود نہیں ہے۔ مجھے ریحانؔ کے عقیدے پر بات کرنا ہے۔

میں نے آج تک اتنے مضبوط عقیدے اور یقین کامل رکھنا والا شاعر نہیں دیکھا۔ وہ اپنے ممدوح اور اپنے آئمہ طاہرینؑ پر اور انہی آئمہ طاہرینؑ کے وسیلے سے خدائے بزرگ و

برتر پر اس قدر راسخ العقیدہ ہے کہ عیاں اور نہاں حاسدین اور دوست نما دشمنوں کے بیکراں سمندر کی فلک بوس موجوں سے اس قدر آسانی سے گزر جاتا ہے کہ دوسرا کوئی اور شخص ہوتو فرشتہ اجل سے بغلگیر ہوکر یا دیوانہ ہوکر اپنے حاسدین کی طرح دوسروں سے حسد کرنے لگے اور اپنے اصل مقصد یعنی ذکرِ اہلبیتؑ سے خدانخواستہ غافل ہوجائے۔

لیکن ریحان اعظمی نے اپنی نوکری یعنی درِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی جاروب کشی سے حاسدین اور خودساختہ شعرا بلکہ کشکول بکف شاعروں کی شمشیر حسد کے ہوتے ہوئے اپنے عقیدے اور نوکری سے غفلت نہیں کی بلکہ مولاؑ اور مولائیوں کی سرپرستی میں اپنا کام کرتا رہا جس کی دلیل اتنے کم اور مختصر عرصے میں ۳۰ ہزار نوحے، پندرہ مجموعے نوحوں، سلاموں اور مناقب پر مشتمل مومنین کی عدالتِ نظرنواز کے سامنے پیش کرکے اپنے اوپر کرمِ ملکۂ کونین جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی دلیل پیش کردی۔

بہرحال تنگیِ دامنِ قرطاس کی بنا پر یہاں اس سے زیادہ لکھنا دشوار ہے۔ تفصیل سے ریحانؔ کے مجموعۂ نوحہ جات ''پوری کربلا'' جس میں ۳۰ ہزار نوحے شامل ہیں اور وہ بیس جلدوں پر مشتمل ہے، میں لکھوں گا۔

خدا زیرِنظر مجموعۂ مناقب ''پہلے حسینؑ لکھنا'' کو بھی ویسی ہی کامیابی عطا کرے جیسی گزشتہ مجامعی کو بحقِ آئمہ طاہرینؑ میسر ہوئی ہے۔ آخر میں ڈاکٹر ریحانؔ اعظمی کے مصرعے پر مصرعہ لگاکر ریحان کو داد دیتا ہوں۔

ہماری مرضی تمہاری مرضی تضاد افکار کا سبب ہے
اگر ہو لکھنا خدا کی مرضی تو کچھ نہ لکھنا حسینؑ لکھنا

والسلام

سید علی انصر رضوی

بحقِ محمدؐ و آل یٰسین

شاعر حسین شاعرؔ

لفظوں کی کائنات میں بسنے والا ہر خیال اپنے قبیلے کی شرافت کو برقرار رکھنا چاہتا ہے۔ فکر و خیال کی پاکیزگی طہارت سعادت مندی بلکہ رحمتِ پروردگار کے حصول کا ذریعہ ذکرِ آلِ محمدؐ میں فکر و خیال کو صرف کرنے سے عبارت ہے۔ ڈاکٹر ریحان اعظمی یہ ہنر بخوبی جانتے ہیں، شاید اسی لیے وہ اپنی تمام تر فکری صلاحیتوں کو پوری قوت کے ساتھ ذکرِ آلِ محمدؐ پر بہت کم عمری سے صرف کر رہے ہیں اور میدان سخن میں متواتر کامیابی اور کامرانی کے میڈل اپنے سینے پر سجائے جا رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے حاسدین کی تعداد میں وبائی بیماری کی طرح اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور آئے دن وہ لوگ بھی تنقید کے خنجر اُن کی گردن سخن پر چلانا اپنا فرض سمجھتے ہیں جن لوگوں کا شاعری اور ادب سے دور کا تعلق نہیں ہے۔ ان میں بہت سے تو ایسے بھی ہیں جو کبھی کسی مجلس یا محفل میں جانا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ کچھ لوگ ذاتی بغض و عناد کی تلوار تیز کیئے ہوئے ریحان کے پیچھے دوڑتے نظر آتے ہیں۔ اگر یہ گداگران سخن اتنی محنت اپنے کام پر کرنا شروع کر دیں تو شاید درِ آلِ محمدؐ سے اُن کو بھی عزت مل جائے اور خود ساختہ یادوں کی بارات کا دھبہ اُن کے کردار سے مٹ جائے اور بغض کا پتھر کسی انگوٹھی کا گوہر بن جائے۔ رضوانِ عزا ان پر پھر سے مہربان ہو جائے۔

ریحان اعظمی پر بے جا تنقید کرنے والوں کو یہ سوچنا چاہیئے کہ جس کو درِ سیّدہ سلام اللہ علیہا سے عزت مل رہی ہو اُس کے خلاف بغض رکھنے کا مطلب کیا ہے، وہ کس کی عطا کردہ عزت سے انکار کر رہے ہیں۔

ریحان اعظمی اس وقت بلاشبہ قوم کا ایک بڑا اور معتبر نام ہے جس نے درِ علم کی

جاروب کشی کے سبب عالمی سطح پر نوحہ، منقبت اور سلام کو روشناس کرایا ہے۔ جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے اور جہاں پر غروب ہوتا ہے وہاں تک ریحانؔ اعظمی کا نام ذکرِ حسینؑ اور تذکرہ آلِ محمدؐ کے ساتھ لیا اور سُنا جاتا ہے بلکہ صنفِ نوحہ نگاری میں تو اس وقت پوری دنیا میں بہت دور تک ان کا مقابلہ ممکن نہیں ہے۔ میری اس بات کی تصدیق ہر باظرف و ضمیر انسان کرے گا بلکہ کچھ نسب شریف دشمنِ ریحانؔ بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتے۔ وہ ریحان اعظمی جس کا عقیدہ ہی یہ ہو کہ پہلے حسینؑ لکھنا اس کو خدا اور رسولؐ عزت کیونکر نہ عطا کریں گے۔

میری دعا ہے کہ خدا ہماری قوم کے اس سرمائے کو دوست نما دشمنوں، حاسدوں اور بدنظروں سے محفوظ رکھے اور بارگاہ سیدہؑ سے ان کو مسلسل رزقِ سخن ملتا رہے۔

آمین بحقِ محمد وآل یٰسین

خیر اندیش

شاعرؔ حسین شاعرؔ

ڈاکٹر ریحان اعظمی کے کلام کا سفر

ڈاکٹر عین الرّضا

شاعری نام ہے اظہارِ جذبات و احساس کا بعض اہلِ ادب نے شعر کی تقسیم بحر، وزن، قافیہ اور ردیف پر کی اس طرح شاعری کی چند محدود اصناف، غزل، قصیدہ، مثنوی وغیرہ قرار پائیں۔ لیکن اُدبائے محققین جو دنیا کی قدیم زبانوں کی شاعری کے ساتھ ساتھ خصوصیت سے عربی شاعری پر گہری نگاہ رکھتے ہیں شاعری کی تقسیم بحر، وزن، قافیہ و ردیف کے ساتھ ساتھ موضوع و معانی پر کرتے ہیں۔ گریہ و نوحہ اُس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتا جب تک شاعر اپنے کلام کو سننے یا پڑھنے والے کے دل کے نازک اور حساس گوشہ میں نہ اتار دے۔ صنفِ نوحہ میں، دورِ حاضر میں جس نام کی گونج سنائی دے رہی ہے وہ ڈاکٹر ریحان اعظمی کا نام ہے۔

ریحان اعظمی اُن چند شعراء میں سے ایک ہیں جنھوں نے کم عمری میں شاعری شروع کی۔ انھوں نے اپنا پہلا نوحہ تیرہ برس کی عمر میں کہا جو مخمّس تھا۔ ریحان کو پروفیسر سبطِ حسن انجم جیسے اُستاد شاعر کی ستائش، امید فاضلی جیسے استاد اور پروفیسر سبطِ جعفر جیسے مخلص مشیر و دوست میسر ہوئے۔ ڈاکٹر ریحان اعظمی نے بہت سی غزلیں اور نظمیں بھی کہیں تاہم اِن کو نوحہ گوئی میں جو مقام حاصل ہوا اُس کی نظیر نہیں ملتی اور کچھ اِسی طرح کی صورت اِن کے قصائد میں نظر آتی ہے موصوف کی زیرِ نظر کتاب ''پہلے حسینؑ لکھنا'' اِن کی منقبت و قصائد کی چوتھی اور مجموعی طور پر بارہویں کتاب ہے جو اپنی جگہ ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔

ریحان اعظمی کے کلام کا سفر نوحہ گوئی و نوحہ خوانی کے تاریخی سفر کا کلام بن گیا۔ عہدِ حاضر میں ریحان کی نوحہ گوئی ایک لحاظ سے نوحہ خوانی و عزاداری پرنٹ میڈیا کے ساتھ ساتھ کسی بھی میڈیم میں باآسانی کیا جاسکتا ہے۔

آخر میں بتصدق محمدؐ و آل محمدؐ میری خداوند سے یہ دُعا ہے کہ ڈاکٹر ریحان اعظمی کے کلام کا یہ سفر قطب پر عمودی سمت کے بلند ستارے کی جانب ہو۔

آمین بحقِ طٰہٰ و یٰس

قلم نے سیکھا ہے یہ وظیفہ، دُعا سے پہلے حسینؑ لکھنا

قلم نے سیکھا ہے یہ وظیفہ، دُعا سے پہلے حسینؑ لکھنا
مرے عزیزو کفن پہ میرے، قضا سے پہلے حسینؑ لکھنا

کبھی جو ذکر وفائے غازی کرو تو تاکید ہے ہماری
وفا کے پیکر کے تذکرے میں، وفا سے پہلے حسینؑ لکھنا

اگر علیؑ ہی خُدا جو ہوتا تو لَمیلِد، لَمیُولَد بھی ہوتا
علیؑ کو رب ماننے سے پہلے، ذرا سا پہلے حسینؑ لکھنا

مرض میں کرب و بلا کی مٹی مَلو بدن پر شفا ملے گی
مگر یہ اِک شرط ہے بدن پر، دوا سے پہلے حسینؑ لکھنا

سعادتِ حج کبھی جو پاؤ سر اپنا سجدے میں تم جھکاؤ
جو رسمِ قرباں ادا کرو تو، منیٰ سے پہلے حسینؑ لکھنا

ہلالِ ماہِ عزا جو دیکھو تو ایسے تجدیدِ غم ادا ہو
سجا کے آنکھوں میں خوں کے آنسو، عزا سے پہلے حسینؑ لکھنا

علم گھروں پر سجانے والو، حسینی لشکر کے باوفا کا
علم پہ مشکیزہ باندھ کر تم، بُکا سے پہلے حسینؑ لکھنا

یہی تقاضۂ زندگی ہے حسینؑ معراج بندگی ہے
کبھی حدیثِ کساء جو پڑھنا، کساء سے پہلے حسینؑ لکھنا

نماز بولی، اذان بولی، کسی کی کٹ کر زبان بولی
صدا لگاؤ علیؑ علیؑ کی، صدا سے پہلے حسینؑ لکھنا

ہر ابتدا انتہا سے پہلے ظہورِ آب و ہوا سے پہلے
خدا کی مرضی یہی ہے میری، ثنا سے پہلے حسینؑ لکھنا

مددّ علیؑ سے طلب کرو جب عریضہ لکھنے کا قصد ہو جب
عریضہ لکھ کر پتہ لکھو جب، پتہ سے پہلے حسینؑ لکھنا

یہ مانا ریحانؔ اعظمی ہو ستونِ شہرِ سخنوری ہو
کرو ادا حقِ منقبت جب، ادا سے پہلے حسین لکھنا

—————★★★★★—————

قطعہ

سورج سے دوستی ہے عداوت کرن سے ہے
پھولوں کی آرزو ہے لڑائی چمن سے ہے
کلمہ رسولِ پاکؐ کا پڑھتے ہیں صبح و شام
پر دشمنی ضروری حسینؑ و حسنؑ سے ہے

سجا کے رکھتے ہیں سینوں میں ہم حسینؑ کا غم

سجا کے رکھتے ہیں سینوں میں ہم حسینؑ کا غم
قریب آنے نہیں دیتا غم حسینؑ کا غم

وہ قبر کی ہو مُسافت کہ عرصۂ محشر
چلے گا ساتھ قدم بہ قدم حسینؑ کا غم

قلم کو دائمی معراج ہوگئی حاصل
کیا ہے جب بھی سپردِ قلم حسینؑ کا غم

نبیؐ کی آنکھ میں آنسو ولادتِ شبّیر
خوشی کے وقت نبیؐ کو اہم حسینؑ کا غم

اُسی کو عارضۂ قلب کی شکایت ہے
رہا ہے دِل میں ذرا جس کے کم حسینؑ کا غم

خود اپنے ہاتھ قلم کر کے کر گئی ہے وفا
فراتِ وقت کے دل پہ رقم حسینؑ کا غم

سبیلیں دیکھ کے محسوس ہو رہا ہے ہمیں
بنا ہے آج بھی بحرِ کرم حسینؑ کا غم

علیؑ کی ضرب اگر ہے عبادتِ ثقلین
عبادتوں کا رکھے ہے بھرم حسینؑ کا غم

زمانے بھر کی خوشی دے کے ہم خریدیں گے
جنابِ زہراؑ کے غم کی قسم حسینؑ کا غم

اگر ہو خون کی تحقیق تو کُھلے گی یہ بات
شریف لوگوں میں ہے محترم حسینؑ کا غم

تمام سال بھی ہم روز و شب مناتے ہیں
سَجا کے گھر کی چھتوں پر علم حسینؑ کا غم

مناؤ دل سے تو قدسی سلام کرتے ہیں
یہ خود میں رکھتا ہے جاہ و حشم حسینؑ کا غم

کسی کی رُکتی ہوئی سانس چلنے لگتی ہے
کسی کی ناک میں کرتا ہے دَم حسین کا غم

یہاں تو جی نہ بھرا موت آگئی جلدی
کریں گے ہم سرِ باغِ اِرم حسینؑ کا غم

وہ لوگ عازمِ کرب و بلا نہیں ہوں گے
جنھیں ملا نہ بوقتِ جنم حسینؑ کا غم

غلاف کعبہ کی رنگت کو دیکھ کر یہ کُھلا
مناتا رہتا ہے بیتِ حرم حسینؑ کا غم

خدا کا شکر ہے ریحاؔن میں سمجھتا ہوں
نکال دیتا ہے بدعت کے خم حسینؑ کا غم

——★★★★★——

قطعہ

دولتِ علم درِ علم سے جاکر لے لو
حُرؑ بنو اپنے لئے خلد میں اک گھر لے لو
صرف دو اشک سرِ فرشِ عزا نذر کرو
حشر میں اس کے عیوض ساغرِ کوثر لے لو

علم کی بھیک جو کشکول اُٹھا کر مانگو

علم کی بھیک جو کشکول اُٹھا کر مانگو
برسرِ فرشِ عزاء برسرِ منبر مانگو

مانگنا ہی جو ضروری ہے نصیبوں کے لئے
کچھ نہیں مانگو فقط حُرؑ سا مقدّر مانگو

تم کو درکار ہے خوشیوں کا اگر تاج محل
غمِ شبیرؑ ذرا قد کے برابر مانگو

حُر کی تقلید کرو چھوڑ کے جنّت کی طلب
در پہ شبیرؑ کے اوقات سے بڑھ کر مانگو

یہ درِ آلِ محمدؐ ہے جھجکنا کیسا
یہ عطا کرتے ہیں قطروں کو سمندر مانگو

یہ شب مجلسِ شبیرؑ ہے اے اہل عزاء
فاطمہؑ بیٹھی ہیں کیا فکر ہے کوثر مانگو

تم کو گھر بیٹھے ہی جب رزقِ عزا ملتا ہے
کیوں کسی غیر کے دروازے پہ جا کر مانگو

لامکاں ہوگیا رَب اپنا مکاں دے کے انھیں
اور کہنے لگا کچھ تم بھی تو حیدرؑ مانگو

بانٹتا پھرتا ہے بہلول مکاں جنّت کے
مستقل جس میں عزاء خانہ ہو وہ گھر مانگو

جب علم دیکھ کے ہوتی ہوں مُرادیں پوری
کیا ضروری ہے دُعا ہاتھ اُٹھا کر مانگو

مدحتِ پنجتنِؑ پاک اگر لکھنا ہے
علم کے باب سے الفاظ کا لشکر مانگو

یا نبیؐ اتنے صحابہ کی ضرورت کیا ہے
رَب سے انصار جو مانگو تو بہتّر (۷۲) مانگو
بیڑیاں طوق و رسن مانگ لو لنگر مانگو
شمر سجّاد سے کہتا تھا نہ چادر مانگو
مجھ کو پانی نہیں درکار سکینہؑ نے کہا
بھائی سجّاد لعیں سے مِرے گوہر مانگو
تیر سے دیتے ہیں یہ ناطقِ قرآں کو جواب
فوجِ اعدا سے نہ پانی علی اصغرؑ مانگو
بولے شبّیرؑ مری جان نچھاور تم پر
رَن کو جانے کی رضا ہم سے نہ اکبرؑ مانگو
تم کو درکار اگر رزقِ وفاداری ہے
پرچمِ حضرتِ عباسؑ سے جاکر مانگو
جب درِ علم پر ریحانؔ کیا ہے سجدہ
دولتِ علم کسی اور سے کیوں کر مانگو

—★★★★★—

قطعہ

کبھی شہید کبھی تشنہ کا لکھا ہے
حسینؑ لکھ کے علیہ السلام لکھا ہے
سلام لکھ کے شہیدان کربلا کے لئے
قلم نے مجھ کو علیؑ کا غلام لکھا ہے

چراغِ راہِ صداقت جلا چکے ہیں حسینؑ

چراغِ راہِ صداقت جلا چکے ہیں حسینؑ
لہو سے کعبے کو قبلہ بنا چکے ہیں حسینؑ

اُٹھا اُٹھا کے جنازے دیارِ غربت میں
خدا سے دادِ شجاعت کی پا چکے ہیں حسینؑ

خدا کرے نہ اٹھوں نیند سے قیامت تک
کہ میرے خواب میں اس وقت آ چکے ہیں حسینؑ

تُو حُرؑ ہے تجھ کو علیہ السّلام ہونا ہے
تری خطاؤں کو یکسر بھلا چکے ہیں حسینؑ

مِری لحد سے فرشتے گئے یہ کہتے ہوئے
چلو چلو یہاں پہلے ہی آ چکے ہیں حسینؑ

کہو فرات سے اپنی حدوں میں قید رہے
پسر کے خون میں اب تو نہا چکے ہیں حسینؑ

فلک بھی اب تو اُسے سر اُٹھا کے دیکھتا ہے
وہ جس زمیں کو معلّٰی بنا چکے ہیں حسینؑ

دمشقِ عشق میں اور مشہدِ محبت میں
عَلم بدستِ وفا اِک لگا چکے ہیں حسینؑ

کوئی بھی رُت ہو صدا آتی ہے حسینؑ حسینؑ
فضائے دھر پہ اِس درجہ چھا چکے ہیں حسینؑ

سُلا کے جلتی زمیں پر خود اپنا نورِ نظر
خدا کے دین کا مُقدّر جگا چکے ہیں حسینؑ

سُنائے کیسے نہ قرآن مِدحتِ شبّیرؑ
سِناں کی نوک پہ قرآں سُنا چکے ہیں حسینؑ

لہو کی دھار سے کس طرح تیغ کاٹتے ہیں
یہ قتل گاہ میں نسخہ سِکھا چکے ہیں حسینؑ

حسینؑ دیکھ کے جبریل کو چلانا تیغ
کبھی تمہارا یہ جُھولا جُھلا چکے ہیں حسینؑ

لباسِ سوگ میں کعبہ ہے ان کے غم میں ہنوز
کُھلا کہ حُرمتِ کعبہ بچا چکے ہیں حسینؑ

کبھی نہ اہلِ عزاء راہِ خُلد بھولیں گے
لہو کی دھار سے رَستہ بنا چکے ہیں حسینؑ

خیامِ شاہ سے اُٹھتے ہوئے دھویں کی قسم
خیامِ بیعتِ فاسق جَلا چکے ہیں حسینؑ

کسی کا نام وہ ریحاؔن کس طرح لکھے
قلم کے قلب و جگر میں سما چکے ہیں حسینؑ

—★★★★★—

قطعہ

یہ شرف کم تو نہیں ہے میری قسمت کے لئے
میں بھی بلوایا گیا ہوں شہہؑ کی مدحت کے لئے

لے گئے اشکِ عزا محشر میں ہم یہ سوچ کر
کوئی تو سوغات ہو خاتونِؑ جنت کے لئے

جنّت ہمیں عزیز نہ کوثر عزیز ہے

جنّت ہمیں عزیز نہ کوثر عزیز ہے
ہم کو تو شہرِ علم ترا در عزیز ہے

یارب یہ لامکانی جو تو نے قبول کی
ثابت ہوا کہ گھر نہیں حیدرؑ عزیز ہے

اَسود ہو سنگِ در ہو کہ مسجد کی اینٹ ہو
منسوب ہو علیؑ سے تو پتھر عزیز ہے

عباسؑ تیغ کھینچ چکے رزم گاہ میں
جبریل بچ کے رہنا اگر پَر عزیز ہے

رہتا ہے وہ حدیثِ کساء کے حصار میں
جس کو بتولؑ آپ کی چادر عزیز ہے

خندق میں کہہ رہی تھی اَجل آ گئے علیؑ
وہ لوگ بھاگ جائیں جنھیں سر عزیز ہے

حیدرؑ تو موت دیتے ہیں میزانِ عدل میں
کیا ایسی موت مرحَب و عنتر عزیز ہے

کعبے کو آپ جایئے میں کربلا چلا
زَم زَم ہے آپ کو مجھے کوثر عزیز ہے

قنبر کو لکھ رہے ہیں علیہ السّلام ہم
مولا علیؑ ہمیں ترا نوکر عزیز ہے

یہ تخت و تاج چیز ہی کیا ہے مِرے حسینؑ
خاکِ قدم تری، ترا منبر عزیز ہے

آنسو یہ کہہ کے فرشِ عزا پر مِرے گرے
قطرے کی زندگی کو سمندر عزیز ہے

کھولے ہیں کربلا نے یہ عُقدے نئے نئے

کھولے ہیں کربلا نے یہ عُقدے نئے نئے
حُر ہو تو خُلد کے بھی ہیں رستے نئے نئے

مولا علیؑ کے قول کی تصدیق ہوتی ہے
منبر سے اُٹھ رہے ہیں جو فتنے نئے نئے

مُشکل کُشا، علوم کا در، نفسِ مصطفےٰؐ
رَب نے علیؑ کے نام بھی رکھے نئے نئے

دستِ خدا لسانِ خدا عینِ کبریا
ہیں دستِ بوتراب میں رُتبے نئے نئے

فرشِ غمِ حسینؑ کا اعجاز دیکھیے
صدیوں پرانے غم کے ہیں نوحے نئے نئے

مانا کہ اب وہ جھولنے والا نہیں رہا
بنتے ہیں اُس کے نام پہ جھولے نئے نئے

روکے ہیں تیرے بچوں نے سینوں پہ یا حسینؑ
قرآن پہ ہو رہے تھے جو حملے نئے نئے

قبضے میں لے کے نہر کو عباسؑ نے کہا
مرنے کو آئیں فوج کے دستے نئے نئے

نہجِ بلاغہ ششدر و حیران رہ گئی
زینبؑ نے جب بیاں کئے نُکتے نئے نئے

زنجیر ایک آڑ ہے ماتم کے ہیں خِلاف
ماتم پہ لگ رہے ہیں جو فتوے نئے نئے

کرب و بلا سے شام کے بازارِ عام تک
آلِ رسولؐ نے سہے صدمے نئے نئے

شمرِ لعیں نے نوچ لئے بعدِ شاہِ دیں
پہنے تھے جو سکینہؑ نے بُندے نئے نئے
عابدؑ کے جیسے لاغر و بیمار کے لئے
بنوائے تھے لعینوں نے دُرّے نئے نئے
قاسمؑ کے ساتھ ساتھ وہ ٹکڑوں میں بَٹ گئے
سید اپناں جو لائیں تھیں سہرے نئے نئے
گو کہ بہت ہی سخت تھی ریحانؔ یہ زمیں
عرشِ بریں سے آ گئے مصرعے نئے نئے

——*****——

رب نے جب تلوار بخشی حیدر کرّار کو

رب نے جب تلوار بخشی حیدرؑ کرّار کو
مطمئن دیکھا فلک نے احمدؐ مختار کو
جُز جناب سیّدہؑ کوئی نہ تھا کوئی نہیں
باپ کہہ کر جو پُکارے سیّدِ ابرارؐ کو
بند ہے کعبے کا در تو کیا ہوا بنتِ اَسد
آپ کا فرزند در کردے گا خود دیوار کو
بَرسرِ کرب و بلا اِے حُرؑ تجھے معلوم ہے
انبیاؑ نے رشک سے دیکھا ترے کردار کو
کاڑھتے ہیں پھول، زہراؑ آپ کے رومال میں
یہ شرف حاصل ہے میرے آنسوؤں کے تار کو
جو بنایا ہو خدا نے مردِ میداں کے لئے
وہ عَلَم دیتے نبیؐ کیسے کسی فرّار کو

صورت عباسؑ ترسی تیغِ عباسؑ جری
دو گھڑی کرب و بلا کے دشت میں پیکار کو

دے رہی ہیں مجلسیں دنیا کو عابدؑ کا پیام
خوش نہ ہونا قید کرکے اَب کسی بیمار کو

کاٹ سکتے تھے گلے سجّاد فوج شام کے
حُکم دے دیتے اگر زنجیر کی جھنکار کو

آج تک ہے سینۂ بیعت سے جاری موجِ خوں
یوں کیا پیوست شہہؑ نے خنجرِ انکار کو

یاعلیؑ ہے موت پیاری زندگی سے اِس لئے
کم یہی کرتی ہے تیرے وقفۂ دیدار کو

آئی تھی جس میں رَسن بستہ علیؑ کی لاڈلی
کردیا مسمار خطبوں سے اُسی دربار کو

میں یہ سمجھوں گا جنابِ سیّدہؑ خوش ہوگئیں
کوئی ماتم دار خوش ہو، سُن کے اِن اشعار کو

صورتِ ریحانؔ مانگو مادرِ حسنینؑ سے
شعر کہنے کی کرو نہ کوششیں بیکار کو

—★★★★★—

قطعہ

نہ موسموں کا خطر ہے نہ قید وقت کی ہے
علیؑ کا ذکر تعطل بغیر جاری ہے

خدا کو سجدہ ضروری ہے پھر اے واعظ
نمازِ عشق علیؑ تو خدا کو پیاری ہے

بضعتِ ختمی رُسل کون ہے زہراؑ کے سوا

بضعتِ ختمی رُسل کون ہے زہراؑ کے سوا
کِس کو معلوم ہے یہ راز خدیجہ کے سوا

علم ہو، رزق ہو یا عزّت و دولت کی طلب
کون دے گا ہمیں قنبر ترے مولا کے سوا

بعدِ شبیرؑ بھلا کون جلائے گا چراغ
قبرِ احمد پہ کوئی فاطمہؑ صغرا کے سوا

کہتی تھی عونؑ و محمدؑ سے علیؑ کی بیٹی
جانا مقتل میں مگر ساحلِ دریا کے سوا

آ گئی شامِ غریباں جو پسِ قتلِ حسینؑ
کوئی پہرے پہ نہ تھا زینبِؑ کبریٰ کے سوا

ایک یہ غم بھی رُلاتا ہے سوا عابدؑ کو
قید سے لُوٹ کے سب آئے سکینہؑ کے سوا

فضل و باقر کا رقیہ کا پسِ شامِ اَلم
کوئی پرساں نہ رہا زینبِؑ دُکھیا کے سوا

کس طرح سینۂ اکبرؑ ہوا صد چاک یہ بات
کون بتلائے بھلا زینبؑ و لیلیٰ کے سوا

بولی بیمار مِرا بھائی مسیحا تھا مِرا
کون سمجھے گا میرا درد مسیحا کے سوا

بولی صغراؑ ترے قدموں کے نشاں دیکھتی ہوں
بھائی کیا چھوڑا یہاں نقشِ کفِ پا کے سوا

میری ماں نے مجھے ریحان سکھایا نہیں کچھ
مدحِ حیدرؑ کے سوا ماتم و گریہ کے سوا

فرش مجلس کا اگر گھر میں بچھا رہتا ہے

فرش مجلس کا اگر گھر میں بچھا رہتا ہے
حلقۂ انبیاء مہمان بنا رہتا ہے
لامکانی کے بھی ہوتے ہوئے رکھتا ہے مکاں
قلبِ مومن میں ہمہ وقت خدا رہتا ہے
کہتی ہیں فاطمہؑ جنت اُسے بخشی میں نے
میری اولاد پہ جو محوِ بُکا رہتا ہے
جس کے سینے پہ نظر آتے ہیں داغِ ماتم
فردِ اعمال سے ہر داغ دُھلا رہتا ہے
بُغضِ حیدرؑ ترے ناسُور کی تاثیر یہ ہے
یہ شجر دورِخزاں میں بھی ہرا رہتا ہے
کُلِّ ایمان کے والد کو ہٹا کر دیکھو
واعظو، دامنِ اسلام میں کیا رہتا ہے
دِل میں عشقِ ابوطالب کو بسائے رکھنا
یہ دیا تیز ہواؤں میں جلا رہتا ہے
اس کو چھو سکتی ہیں بس بنت نبیؐ بنتِ علیؑ
پھول پانی کا جو آنکھوں میں کِھلا رہتا ہے
ہوتی ہے خاکِ شفا اس کے کفن میں بھی رکھی
جس کا شجرہ شہہؑ والا سے جُڑا رہتا ہے
کیوں ہو منّت کشِ دروازہ علیؑ کی مادر
در تو دیوار کے سینے میں کُھلا رہتا ہے

خودکُشی کرنے کو مشکل وہاں آجاتی ہے
جس جگہ پرچمِ عباسؑ سجا رہتا ہے
کتنا خوش بخت ہوں ریحاؔن زباں پر میری
ذکر حیدرؑ کا ہمہ وقت مزا رہتا ہے

—★★★★★—

یہ کس نے کہا درد کا عنوان موت ہے

یہ کس نے کہا درد کا عنوان موت ہے
شبیرؑ مطمئن ہیں پریشان موت ہے
جو حبِّ اہلبیتؑ میں مقتول ہو گئے
اُن کے لئے نجات کا سامان موت ہے
مرنے کے بعد قبر میں آئیں گے مُرتضیٰؑ
مومن کے دل کا اِس لئے ارمان موت ہے
قرآن کربلا میں مدّد لے حُسینؑ سے
ورنہ تِرے نصیب میں قرآن موت ہے
مومن کو بعدِ مرگ بھی آتی نہیں ہے موت
مومن شہید ہوتا ہے حیران موت ہے
شہہؑ کے سوال کا دیا قاسمؑ نے یوں جواب
شیریں شہد سے مجھ کو چچاجان موت ہے
اے موت جنگ ہار گئی تو حُسینؑ سے
نیزے پہ تیری موت کا اعلان موت سے
جب بھی چلا ہے منکرِ شبیرؑ کے خلاف
تیرا قلم، قلم نہیں ریحاؔن موت ہے

بضعتِ قلبِ مصطفیٰ زہراؑ

بضعتِ قلبِ مصطفیٰ زہراؑ
دھر میں ہادیِ نساء زہراؑ
روحِ پیغمبر خدا زہراؑ
عکسِ محبوبِ کبریا زہراؑ

معنیِٔ حرفِ اِنّما زہراؑ
یعنی صد رشک ھل اتیٰ زہراؑ
آپ مخدومۂ دو عالم ہیں
آپ صدیقہ طاہرہ زہراؑ

راضیہ مرضیہ بتول ہیں آپ
نُور ہی نُور سر تا پا زہراؑ
کرب اتنے سہے رسولؐ کے بعد
بن گئیں خود ہی کربلا زہراؑ

کہہ اُٹھے خود مباہلے والے
آپ سے کیا مقابلہ زہراؑ
دین کی شہہ رگِ حیات میں ہے
آپ کا خون دوڑتا زہراؑ

کردیا دیں پہ اپنا گھر قرباں
واہ رے تیرا حوصلہ زہراؑ
شاد ہوتی ہے روحِ پیغمبر
آپ کا جب ہو تذکرہ زہراؑ

ہم نے جبریل سے سُنی ہے یہ بات
مصطفیٰ عکسِ آئینہ زہراؑ

آپ کی خاک پا لگاتے ہی
بھر گیا زخم لا دوا زہراؑ
مُشکلیں پڑگئیں ہیں مشکل میں
جب سُنا نام آپ کا زہراؑ
صبر کی پرورش ہے آپ کے گھر
آپ کے گھر میں ہے وَفا زہراؑ
آپ کی زندگی ہدایت ہے
کہہ گئے فخرِ انبیا زہراؑ
آپ تفسیر آیۂ کوثر
آپ ہی سورۂ نساء زہراؑ
آج کا جشن آپ سے منسوب
آج ہر لب پہ ہے صدا زہرا
قاتلانِ حُسینؑ قتل ہوئے
جشن کیونکر نہ ہو بپا زہراؑ
آج زینبؑ وطن میں آئی ہے
دے کے اِسلام کو بقا زہراؑ
اِک نگاہِ کرم ہو عید کے دن
اپنے ریحانؔ پر بھی یا زہراؑ

—————*****—————

جو علیؑ سے لو لگاتے تو کچھ اور بات ہوتی

جو علیؑ سے لو لگاتے تو کچھ اور بات ہوتی
انھیں پیشوا بناتے تو کچھ اور بات ہوتی

یہ نبیؐ کا فیصلہ تھا دیا اُن کو اپنا بستر
کسی اور کو سُلاتے تو کچھ اور بات ہوتی

جو علم اُٹھا کے حیدرؑ گئے، جیت لائے خیبر
کہیں تم علم یہ پاتے تو کچھ اور بات ہوتی

چلی ذوالفقار جس دم سنو جبریل اُس دم
کہیں پر نہ تم بچھاتے تو کچھ اور بات ہوتی

بنا جنگ میرے غازی صفِ دُشمناں اُلٹ دی
کہیں اذنِ جنگ پاتے تو کچھ اور بات ہوتی

تھا غدیر کا جو اِک دن کہا گو کہ تم نے بخ
جو کہا تھا وہ نبھاتے تو کچھ اور بات ہوتی

کیا جب نبیؐ نے پردا جمی محفلِ ثقیفہ
جو یہ بزم نہ سجاتے تو کچھ اور بات ہوتی

تھی یہ کیسی رشتہ داری تھے اُحد میں تم فراری
جو نبیؐ پہ جاں لُٹاتے تو کچھ اور بات ہوتی

گئے مکّہ اور مدینہ رہا پھر بھی دِل میں کینہ
کبھی کربلا بھی جاتے تو کچھ اور بات ہوتی

یہ غمِ حسینؑ کیا ہے غمِ قلبِ مصطفےٰؐ ہے
اسے تم بھی گرمناتے تو کچھ اور بات ہوتی

تھی جو منزلِ ہلاکت کہے دوسری خلافت
جو کہیں علیؑ نہ آتے تو کچھ اور بات ہوتی

درِ سیّدہ جلایا ہے فدک بھی تم نے کھایا
جو خدا کا خوف کھاتے تو کچھ اور بات ہوتی

کیوں ریحانؔ تھرتھراتا کیوں لحد میں خوف
کھاتا
ہاں اگر علیؑ نہ آتے تو کچھ اور بات ہوتی

—*****—

نہ میرا نہ تیرا علیؑ سب کا ہے

نہ میرا نہ تیرا علیؑ سب کا ہے
نبیؐ بولے مولا علیؑ سب کا ہے
نہیں نسل و مذہب کی تفریق کچھ
بہ مثلِ سویرا علیؑ سب کا ہے
نبیؐ نے پکارا صدا ہم نے دی
جہاں میں اکیلا علیؑ سب کا ہے
ہے مَن کُنت مولا نبیؐ کے لئے
بہ معنی فھذا علیؑ سب کا ہے
عطا کر کے اپنی صفاتِ جلی
خدا بھی پکارا علیؑ سب کا ہے
جو مومن ہے محشر میں سمجھے گا وہ
نبیؐ کا اشارا علیؑ سب کا ہے
یہ اِک مشترک بات دونوں میں ہے

خدا اور ہمارا علیؑ سب کا ہے
وہ آدمؑ ہوں عیسیٰؑ ہوں یا مصطفےٰؐ
پسِ رب سہارا علیؑ سب کا ہے
چمک کر یہ حُرؑ سے سرِ کربلا
پکارا ستارا علیؑ سب کا ہے
مُحبّوں نہ محدود ان کو کرو
کہو تم خدارا علیؑ سب کا ہے
سمجھ میں نہ آئے تو خود دیکھ لو
چلو استخارا علیؑ سب کا ہے
ہلاکت سے بچ کر یہ کس نے کہا
بھنور میں کنارا علیؑ سب کس کا ہے
فقط ایک ریحانؔ ہی کا نہیں
ہم ہی پر گزارا علیؑ سب کا ہے

—★★★★★—

قطعہ

کرب و بلا میں وقت کے نمرود کے خلاف
اسلام کی بقا ہے بغاوت حسینؑ کی
مہماں بلا کے تجھ کو تہہ تیغ کردیا
اعدا نے تیرے ساتھ شرارت حسینؑ کی

خود سَری ہار گئی کرب و بلا جیت گئی

خود سَری ہار گئی کرب و بلا جیت گئی
مختصر ہوتے ہوئے فوجِ خدا جیت گئی

مِٹ گئے شہہؑ کے مُحبّوں کو مٹانے والے
ظلم پسپا ہوا زہرؑا کی دُعا جیت گئی

حُرملا ٹوٹ گیا تیرِ ستم کی صورت
علی اصغرؑ کے تبسّم کی ادا جیت گئی

علقمہ سرحدِ لب تک ہوئی حملہ آور
اور پھر یہ ہوا غازی کی وفا جیت گئی

دَب گیا شورِ ظفر مندی ستمگاروں کا
ایک مظلوم کے ھَل من کی صدا جیت گئی

دیکھ اِے چشمِ فلک ماتمِ زنجیر کے بعد
زخم سب ہار گئے خاکِ شِفا جیت گئی

بے رِدا نسلِ یزیدی رہے اب محشر تک
شام سے پہلے ہی زینبؑ کی ردا جیت گئی

صبر نے کاٹ دیئے پاؤں جفاکاروں کے
چُپ رہو یہ نہ کہو فوجِ جفا جیت گئی

کٹ کے میثم کی زباں جب گری خنجر بولا
ہارنا تھا جسے وہ تو بخدا جیت گئی

عیرے غیروں کے قصیدے جو مقابل آئے
علم کہنے لگا حیدرؑ کی ثنا جیت گئی

ماند پڑنے لگی مجلس میں چمک نیّر کی
ماتمِ سبطِ پیمبر کی ضیاء جیت گئی

جنگ لکّنت سے تھی ریحاؔن عطائے شہہؑ کی
بَرسرِ محفِل شبیرؑ عطا جیت گئی

—*****—

قطعہ

علیؑ کا ذکر کرو برسرِ منبر ایسے
ذکر فرماتے تھے منبر پہ پیمبرؐ جیسے
ذکرِ حیدرؑ نہیں آساں محمدؐ کی قسم
ذکرِ حیدرؑ کہاں کرسکتے ہیں ایسے ویسے

حیدرؑ نے اپنے دورِ حکومت کے باوجود

حیدرؑ نے اپنے دورِ حکومت کے باوجود
بے جا نہ تیغ کھینچی شجاعت کے باوجود
بانٹا نہیں ہے مالِ غنیمت کو بے دریغ
رکھا ہے اعتدال سخاوت کے باوجود
دو تین لوگ اور بھی طالب علم کے تھے
میداں سے بھاگ جانے کی عادت کے باوجود
ذکرِ علیؑ کی موج تو رو کے نہیں رُکی
بغض و حسد عناد و شقاوت کے باوجود
ہم شاعروں نے واعظِ کم ظرف کی طرح
بیچا نہیں ضمیر ضرورت کے باوجود
بے حُبِّ اہلبیتؑ جناں میں نہ جائے گا
کوئی بھی انتہائے عبادت کے باوجود
سمجھے نہ لوگ وارثِ قرآن کون ہے
نیزے پہ شاہِ دیں کی تلاوت کے باوجود
کونین میں کوئی نہیں عباسؑ کے سوا
غازی لقب ہو جس کا شہادت کے باوجود
اصغرؑ نے کائنات کو حیران کردیا
لب پر ہنسی تھی پیاس کی شدّت کے باوجود
حقِ نمک ادا نہیں کرتے کمال ہے
کھا کھا کے خمس و سہمِ امامت کے باوجود

ان کو قلم فروشوں نے صدّیق لکھ دیا
باغِ فدک کے داغِ خیانت کے باوجود
ریحانؔ یہ حسینؑ سے نِسبت کا فیض ہے
گردن تنی نہیں کبھی شہرت کے باوجود

*****

ابوتراب ہیں ایسی تراب دیں گے علیؑ

ابوتراب ہیں ایسی تراب دیں گے علیؑ
ہر ایک ذرّے میں سو(۱۰۰) آفتاب دیں گے علیؑ

لحد میں مجھ سے نکیرین جب کریں گے سوال
میں کچھ نہ بولوں گا خود ہی جواب دیں گے علیؑ

مجھے پسند ہے میخانۂ ابوطالبؑ
ولا کے جام وِلا کی شراب دیں گے علیؑ

یہ میرے لعل کا شاعر عزا مآب ہے یہ
بروزِ حشر انوکھا خطاب دیں گے علیؑ

خدا کی حمد محمدؐ کی نعت لکھوں گا
کریں گی زہراؑ سفارش ثواب دیں گے علیؑ

بَپا جو ہوگا قیامت میں ماتمِ زنجیر
تو زخم دھونے کو عرقِ گُلاب دیں گے علیؑ

میں بھیک مانگ رہا ہوں جو علم کے دَر پر
جو لفظ دیں گے مجھے انتخاب دیں گے علیؑ

ہمارا کام ہے بس مدحِ پنجتنؑ کرنا
ہمارے لہجے میں خود آب وتاب دیں گے علیؑ

کہا خدا نے کہ جبریل آیتیں لے جا
تجھے بنا کے مکمّل کتاب دیں گے علیؑ
کوئی ضعیف کرے گا اگر ثنائے حسینؑ
اُسے حبیب کے جیسا شباب دیں گے علیؑ
غمِ حسینؑ میں جو بھی بیاض لکھے گا
تو اپنا نام پئےِ انتساب دیں گے علیؑ
وہی سجائے گا عبّاسؑ کا علم گھر پر
جسے وَفا کا مکمّل نِصاب دیں گے علیؑ
غمِ حسینؑ میں آنسو کہاں گِنے ہم نے
اِن آنسوؤں کی جزاء بے حساب دیں گے علیؑ
حسینی عشق میں ریحانؔ جاگتے رہنا
لحد میں پھر شبِ ہجرت کا خواب دیں گے علیؑ

——*****——

قطعہ

آپ بھی تو کیجئے اپنے فرائض کچھ ادا
یہ کہاں کا عدل ہے ہر کام ہی مولا کریں
کہہ رہے اپنے جیسا جو رسول اللہؐ کو
واعظانِ دیں کبھی تو آئینہ دیکھا کریں

بعدِ محمدؐ بعدِ علیؑ سب سے بڑا سردار حسینؑ

بعدِ محمدؐ بعدِ علیؑ سب سے بڑا سردار حسینؑ
جتنے علمبردار ہیں گزرے سب کا علمبردار حسینؑ

خیبر، خندق بدر و اُحد کی تاریخیں سب دَب جاتیں
کرب و بلا میں روک نہ لیتا گر اپنی تلوار حسینؑ

ایک دفعہ بس ہاں کہہ دیتا تیرے خیمے بچ جاتے
کعبہ بچ نہیں سکتا تھا یوں کرتا رہا اِنکار حسینؑ

مالکِ کوثر مالکِ جنت تیغ تلے مصروفِ عبادت
صبر کی تیغ سے کُفر کے سَر پر یوں کرتا ہے وار حسینؑ

کرب و بلا کی آنکھ کا تارا موت کے حملے سے نہ ہارا
موت کو نیند اَجل کی آئی آج بھی ہے بیدار حسینؑ

مرضیٔ رَب ہے جس کی مرضی کون خریدے اُس کی مرضی
تیری مرضی رب نے خریدی دیکھ لے آخرکار حسینؑ

تُجھ سے اذاں ہے تجھ سے نمازیں تو ہے نبیؐ سے تجھ سے نبیؐ
عقلِ بشر میں تُو کیا آئے کام ہے یہ دشوار حسینؑ

جھولا ترا جبریل جُھلائیں کپڑے فرشتے خُلد سے لائیں
تیری سواری احمدؐ عالم خُلد کا تو سردار حسینؑ

ذکر ہے تیرا ذکرِ محمدؐ فکر تری ہے فکرِ محمدؐ
سَر پہ ترے رکھی ہے نبیؐ نے خود اپنی دستار حسینؑ

تیری عطا ہے محوِ ثنا ہوں سب نے کہا ریحانؔ عزاء ہوں
تیری عطا ہے تیرا کرم ہے یہ میرے اشعار حسینؑ

علم کی رحل پہ قرآن وفا ہیں عبّاسؑ

علم کی رحل پہ قرآن وفا ہیں عبّاسؑ
جس سے زندہ ہے دُعا ایسی دُعا ہیں عبّاسؑ

اُن کی عظمت کے قصیدے میں یہی کافی ہے
صرف یہ کہہ دو سکینہؑ کے چچا ہیں عبّاسؑ

یاعلیؑ آپ کے سجدوں کو نمازوں کا سلام
یاعلیؑ آپ کے سجدوں کا صلہ ہیں عبّاسؑ

تپتے سورج کی طرح گرم ہے مقتل کی زمیں
خیمۂ شاہ میں بارش کی ہوا ہیں عبّاسؑ

امتحان اور نہ لے کرب و بلا غازی کا
عالمِ ضبط میں خود کرب و بلا ہیں عباسؑ

جنگ میں تیغ نہیں حوصلے کرتے ہیں جہاد
اِس مقولے میں بھی تصدیق شدہ ہیں عبّاسؑ

ہو کے بے دست بھی تھامے ہیں عزاداروں کے ہاتھ
اپنے بابا سے بڑے عُقدہ کشا ہیں عبّاسؑ

بعد مردن مرے مرقد پہ قدم رکھ دینا
ہم یہ سمجھیں گے کہ ہم خاکِ شفا ہیں عبّاسؑ

کتنے سجدوں کے عیوض اُن کو علیؑ نے پایا
جز علیؑ کون یہ سمجھے گا کہ کیا ہیں عبّاسؑ

نام زینبؑ نے جو عبّاسؑ رکھا ہے اِن کا
اِس لئے کہتے ہیں زینبؑ کی رِدا ہیں عبّاسؑ

جب نُصیری نے خدا مان لیا حیدرؑ کو
اُس کے مذہب میں تو پھر ابنِ خدا ہیں عباسؑ

کربلا کا راستہ ریحانؔ میں بھولا نہیں
کیونکہ میرے راہبر اور رہنما عباسؑ ہیں

—★★★★★—

میں اُس کی منقبت میں کہاں بولنے لگا

میں اُس کی منقبت میں کہاں بولنے لگا
اللہ کا نبیؐ جسے ماں بولنے لگا
خوشنودیٔ بتولؑ جسے بھی عزیز تھی
نامِ علیؑ درونِ اذاں بولنے لگا
یہ فاطمہؑ کے نام کی تاثیر دیکھئے
تشریف لائیں رَب کا مکاں بولنے لگا
جُزدان جب سے چادرِ زھراؑ کا مل گیا
قرآن فاطمہؑ کی زباں بولنے لگا
رَچ بَس گئی تھی فضّہ میں خوشبو بتولؑ کی
زھراؑ کا لعل اُن کو بھی ماں بولنے لگا
پوچھا خدا نے کِس نے جلایا درِ بتولؑ
اصحاب چُپ رہے تو دھواں بولنے لگا
بنتِ نبیؐ کے دُکھ کو قلم کی زبان سے
مجلس میں آ کے مرثیہ خواں بولنے لگا
چادر کا اپنی سایہ کرو مادرِ حسینؑ
میں درمیانِ نار و جناں بولنے لگا
ریحانؔ سے جو پوچھا مُحبِّ علیؑ ہے تُو
لُکنت کے باوجود بھی ہاں بولنے لگا

کہا حسینؑ نے عاشور کو بجھا کے چراغ

کہا حسینؑ نے عاشور کو بُجھا کے چراغ
تلاش میں نے بہتّر (۷۲) کیئے وفا کے چراغ

اَثر بدوش ہیں ظلم و ستم کی آندھی میں
جنابِ سیّدِ سجّادؑ ہیں دُعا کے چراغ

ہوا میں دَم ہے تو ان کو بجھا کے دکھلائے
دیارِ شام میں عابدؑ کے نقشِ پا کے چراغ

ہوا چراغ بجھائے یہ اُس کی فطرت ہے
ہوا جلاتی ہے زھرؑا کے گھر میں آ کے چراغ

مری لحد تو اندھیروں کی بن گئی ہے لَحد
لَحد میں جلنے لگے خاکِ کربلا کے چراغ

عجب یہ حُرؑ کے مقدّر نے روشنی پائی
ہیں اِس سے نُورطلب سارے انبیاء کے چراغ

سلام کرنے کو سورج بھی میرے گھر آیا
علم کی شکل میں رکھا تھا جو سجا کے چراغ

یہ زخمِ ماتمِ زنجیر میں نہیں لایا
میں اپنی پُشت پہ لایا ہوں یہ اُٹھا کے چراغ

علیؑ کے روضے پہ کرتا ہوں ماتمِ شبیرؑ
جَلا رہا ہوں نجف میں یہ کربلا کے چراغ

یہ کربلا تو اندھیروں کی ایک بستی تھی
اُجالے دے گئے جاں دے کے سیّدہؑ کے چراغ

مری تو نسلیں بھی ریحان ہیں اُجالوں میں
مِرے قلم نے جلائے ہیں وہ ثنا کے چراغ

دَر کھل رہا ہے عِلم کا دیوار چُپ رہے

دَر کھل رہا ہے عِلم کا دیوار چُپ رہے
دیوار کیا ہے وقت کی رفتار چُپ رہے
مرحب پُکارا ہے کوئی جو مجھ کو چُپ کرے
جُز مرتضٰیؑ ، رسولؐ کے سب یار چُپ رہے
فرطِ مُنافقت سے ہی بخٍ تو کہہ دیا
یہ کیوں کہوں غدیر میں اغیار چُپ رہے
بیعت طلب حسینؑ سے جس دم کرے یزید
ممکن نہیں کہ شہہؑ کا علمدارؑ چُپ رہے
عبّاس یوں خموش ہیں حُکمِ حسینؑ پر
جیسے نیام میں کوئی تلوار چُپ رہے
راہب کو بخشا گیا بیٹے میرا حسینؑ
رَب کی خُوشی تھی احمدؐ مختار چُپ رہے
ہم بولے سن کے نعرۂ حیدرؑ پہ یا علیؑ
جو تھے معاویہ کے طرفدار چُپ رہے
فتوے لگے ہیں ماتمِ شبیرؑ کے خلاف
ہے بے ضمیر جو بھی عزادار چُپ رہے
ان کے خلاف پاؤں کی زنجیر بول اُٹھی
جو چاہتے تھے عابدِؑ بیمار چُپ رہے
اصغرؑ نے مُسکرا کے وہ حملہ کیا کہ بَس
بھاگے نکل کے تیر کماندار چُپ رہے

جب قاتلِ حسینؑ نظر کے ہو سامنے
مختار جیسا کیسے وفادار چُپ رہے
منّتِ کشِ زبان نہیں ذکرِ مرتضیٰؑ
ممکن نہیں کہ میثمِ تمّار چُپ رہے
زینبؑ علیؑ کے لہجے میں بولی یزید سے
اَب مجھ کو بولنا ہے یہ دربار چُپ رہے
فرمانِ مرتضیٰؑ ہے یہ ریحانؔ اعظمی
جاہلِ بہ مثلِ سایۂ دیوار چُپ رہے

—★★★★★—

گردش کو کیا خبر ہے میں کس کی دعا میں ہوں

گردش کو کیا خبر ہے میں کس کی دعا میں ہوں
بچپن سے ہی حصارِ حدیثِ کساء میں ہوں
بارہ امام میری سفارش کریں گے کل
میں آج سے ہی خُلد کی آب و ہوا میں ہوں
اے موت مجھ کو ڈھونڈتی پھرتی ہے تو کہاں
جشنِ ولادتِ علیؑ مرتضیٰ میں ہوں
جبریل جاؤ حشر میں کرنا دُعا سلام
اِس وقت میں غلامیٔ شیرِ خدا میں ہوں
دِل مشہد دُعا ہے نجف تک رسائی ہے
دو چار گام اور چلوں کربلا میں ہوں
مثلِ رسولؐ بزم خوشی میں بھی رو دیئے
شُکرِ خدا کے مجمع اہلِ عزا میں ہوں

سرگوشی کر رہا ہے قلم مجھ سے بار بار
ذکرِ علیؑ ہے بارگہہ سیّدہؑ میں ہوں

ہوتی ہے جس جگہ سے نصیری کی انتہا
عشقِ ابو تراب کی اُس ابتدا میں ہوں

اِے موت جلد آ کہ ہو دیدارِ مرتضیٰؑ
زندانِ زندگی کی مسلسل سزا میں ہوں

محسوس ہورہی ہے خُراسان کی مہک
منبر پہ ہوں کہ شہرِامامِ رضاؑ میں ہوں

حُرؑ نے کہا حسینؑ کے قدموں پہ رکھ کے سَر
اِس وقت میں ادائے نمازِ قضا میں ہوں

کیسے فشار قبر کرے میرا سامنا
لپٹا ہوا ثنائے علیؑ کی رِدا میں ہوں

ریحانؔ اجرِ مدحتِ حیدرؑ یہی تو ہے
خوشبو بتا رہی ہے کہ باغِ ولا میں ہوں

—★★★★★—

قطعہ

مشکلوں کا شکریہ ہم پر عنایت ہوگئی
یاعلیؑ مشکل کشا کہنے کی عادت ہوگئی

بغض کینہ اور عداوت اسوہِ حیدرؑ نہیں
اس لئے ہم کو بھی ان تینوں سے نفرت ہوگئی

اس وقت میں کیا مانگوں دُعا سوچ رہا ہوں

اس وقت میں کیا مانگوں دُعا سوچ رہا ہوں
مانگوں ترے پرچم کی ہوا سوچ رہا ہوں

کیا آج جنم لفظِ اطاعت کا ہوا ہے
خوش کیوں ہیں شہہؑ کرب و بلا سوچ رہا ہوں

دو گام سفر کرنے پہ حُرؑ لے گیا جنت
کیا ایسے بھی ہوتی ہے عطا سوچ رہا ہوں

جبریل مخلِ میری عبادت میں نہ ہونا
عباسؑ کے بارے میں ذرا سوچ رہا ہوں

جو دار پہ میثم کی زباں لُوٹ چکی ہے
اُس ذکر کا کیسا تھا مزہ سوچ رہا ہوں

بیٹھوں گا ذرا دیر کو سائے میں علم کے
بیمار ہوں خود اپنی دوا سوچ رہا ہوں

عباسؑ کو عباسؑ بنایا ہے یہ کِس نے
وہ مشک و علم تھے کہ رِدا سوچ رہا ہوں

گھٹّی میں تجھے ماں نے پلائی تھی وفا کیا
اِے میرے خداوندِ وفا سوچ رہا ہوں

مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی
بے دست وہ کِس طرح لڑا سوچ رہا ہوں

خوشبو سے لحد ہوگئی ریحانؔ مُعطّر
مرقد میں قدم کِس نے رکھا سوچ رہا ہوں

اب اِس سے بڑھ کے کیا ہو محبت حسینؑ کی

اب اِس سے بڑھ کے کیا ہو محبت حسینؑ کی
قرآن کر رہا ہے تلاوت حسینؑ کی

کل میرے گھر میں جشنِ ظہور حسینؑ تھا
جبریل کرنے آ گئے مدحتِ حسینؑ کی

اِک آرزو ہے مدحتِ عباسؑ جب کروں
ہو بزمِ منقبت میں صدرات حُسینؑ کی

تاخیر یوں ظہورِ امامِ زماںؑ میں ہے
درکار ہے اُنھیں بھی اِجازت حسینؑ کی

تم اپنے بال و پر کی حفاظت کے واسطے
جبریل چومتے رہو تُربت حسینؑ کی

محشر سے پہلے حُرؑ کے علاوہ کوئی نہیں
حاصل ہوئی ہو جس کو شفاعت حسینؑ کی

مولا حُسینؑ نائب حیدرؑ ہیں حشر تک
عباسؑ کر رہے ہیں نیابت حسینؑ کی

خود ساختہ سخی و غنی شرم کچھ کریں
کہتی ہے کربلا میں سخاوت حسینؑ کی

دینِ رسولؐ اپنی جگہ یوں ہے مطمئن
چاروں طرف ہے اُس کے حفاظت حسینؑ کی

ریحانؔ پہلے چہرۂ حیدرؑ نہ دیکھنا
مرقد میں پہلے پڑھنا زیارت حسینؑ کی

موسم بدل رہا ہے نظامِ حیات کا

موسم بدل رہا ہے نظامِ حیات کا
ہونے کو ہے ظہور رسالت صفات کا

اپنا جو ہے نجات رساں آج آگیا
وہ ڈھونڈتے ہی رہ گئے رستہ نجات کا

مولائے کائنات کے فرزند کے لئے
تبدیل ہو رہا ہے سفر کائنات کا

وارث نبیؐ کے دین کا محوِ خرام ہے
دَم ہے تو اَب بہاؤ لہو دینیات کا

کس کس نے تِشنہ لب رکھا آلِ رسولؐ کو
دے گا گواہی خود ہی کنارا فِرات کا

کون آگیا ہے نیمۂ شعبان سے پوچھیئے
چہرہ سحر مثال ہے تاریک رات کا

حُبِّ علیؑ میں کفر کا فتویٰ قبول ہے
غم کیوں کریں بھلا کسی کافر کی بات کا

وہ فاصلہ جو طے نہ ہوا تم سے آج تک
وہ فاصلہ تھا حُرؑ کے لئے ایک رات کا

قائمؑ کے ساتھ ساتھ قیامت بھی آئے گی
ریحانؔ فیصلہ ہے خدا کی یہ ذات کا

علیؑ مزاج محمدؐ صفات آتے ہیں

علیؑ مزاج محمدؐ صفات آتے ہیں
قسم خدا کی دلِ کائنات آتے ہیں
ستونِ کعبہ پہ چودہ (۱۴) چراغ رکھنے کو
امامِ ارض و سماں آج رات آتے ہیں
اَجل کو گردنِ علمائے سو کی صورت میں
وہ ذوالفقار کی دینے زکوٰۃ آتے ہیں
جو ماتمی ہیں اُنھیں خُلد کی بشارت ہے
سنانے فاطمہؑ زہرا کی بات آتے ہیں
وہ کیا سبب تھا جو اصغرؑ سے بے وفائی کی
سوال کرنے وہ تُجھ سے فرات آتے ہیں
بنا رکھے ہیں جو واعظ نے بُغض حیدرؑ کے
گرانے آج وہ سب سومنات آتے ہیں
مسیح عصر ہیں خاکِ شفا کے وارث ہیں
نبیؐ کے دین کو دینے حیات آتے ہیں
یہ آخری ہیں محمدؐ یہ بارہویں ہیں علیؑ
لئے وہ ہاتھ میں جامِ نجات آتے ہیں
وہ لوگ لشکرِ مہدیؑ کے رکن ہوں گے ضرور
عزائے شہہؑ کے جنھیں واجبات آتے ہیں
اُنھیں خبر ہے کہ کیا ہے ضرورتِ ریحانؔ
وہ بخشنے کو قلم اور دوات آتے ہیں

وہ بزمِ مدحتِ ابنِ ابوترابؑ نہیں

وہ بزمِ مدحتِ ابنِ ابوترابؑ نہیں
جہاں حدیثِ کساء کے کھلے گلاب نہیں

کھڑے ہیں دور جو بزمِ ثنائے غازی سے
تماش بین ہیں وہ داخلِ ثواب نہیں

ہے کس قدر قدِ بالا مرا علم والا
فرس پہ بیٹھا ہے اور پاؤں میں رکاب نہیں

میں مدح خوانِ علمدارؑ کربلا ہوں مجھے
بڑا یقین ہے مٹی میری خراب نہیں

علم کے سائے میں بیٹھا ہوں مطمئن ہوں بہت
ہے خوف طوفاں کو مجھ کو تو اضطراب نہیں

قمر ہیں یہ بنی ہاشم کے خاکِ پا ان کی
اگر نہ چوم کے اُبھرے تو آفتاب نہیں

وفا کو خلق کیا جس نے اُس کے پاس بھی اب
وفائے حضرتِ عباسؑ کا جواب نہیں

جسے ہے نہج بلاغہ کی معرفت وہ پڑھے
ہر ایک پڑھ سکے، عباسؑ وہ کتاب نہیں

یہ ضبطِ غیضِ علمدارؑ کی تپش ہے فرات
پڑے ہیں آبلے پانی پہ یہ حباب نہیں

یہاں بھی آئے ہیں وہ حوصلہ بڑھانے کو
وہ سامنے ہیں مگر دیکھنے کی تاب نہیں

علم لگایا ہے جس دن سے گھر پہ غازی کا
مرے عدو کا کوئی وار کامیاب نہیں

غمِ حسینؑ میں فتوے لگانے والے سُن
یہ افتراق ہے مذہب میں انقلاب نہیں

جو شخص سنگ سے پانی نچوڑ سکتا ہو
لُغت میں اُس کی سمندر تو ہیں سراب نہیں

وہ جس میں روضۂ عباسؑ ضوفشاں نہ رہے
ہماری آنکھ میں ایسا تو کوئی خواب نہیں

مُدیرِ نہج بلاغہ کی مہربانی ہے
ہمارے لہجے میں مانگے کی آب و تاب نہیں

زبانِ ثانیٔ زہرؑا سے شام میں جو سُنا
پھر اُس کے بعد علیؑ کا سُنا خطاب نہیں

جہاں جہاں گئی ریحانِ حضرتِ عباسؑ
گیا بہاروں کے چہرے سے پھر شباب نہیں

—★★★★★—

ایک ہی وقت میں مجموعۂ کردار ہو تم

ایک ہی وقت میں مجموعۂ کردار ہو تم
ثانیٔ حمزہ و جعفر ہو علمدار ہو تم

عکسِ آئینۂ ابنِ ابوطالب تم ہو
دیکھیں جس رُخ سے تمھیں حیدرؑ کرار ہو تم

وہ جو بیعت کا طلبگار تھا شبیرؑ سے ہاتھ
ہاں اُسی ہاتھ پہ شبیرؑ کا اِنکار ہو تم

حُرؑ جو آیا شبِ عاشور تو بولے عباسؑ
خوابِ غفلت میں نہیں، شُکر ہے بیدار ہو تم

مُشکلیں اِس لئے ڈرتی ہیں مرے سائے سے
ہر گھڑی میری مدد کے لئے تیار ہو تم

دوڑتا ہے جو رگوں میں ابوطالب کا لہو
غیرِ فرّار ہو جرّارِ وفادار ہوتم

تم بھی جبریل کے اُستاد کے شاگرد رہے
اہل دانش کے لئے علم کی دستار ہو تم

اب وفاداروں کی پہچان ہے یہ دنیا میں
دائرہ اہلِ وفا نُکتۂ پرکار ہو تم

دیکھ کر روضۂ شبیرؑ کو آتا ہے خیال
روضۂ حضرتِ شبیرؑ کا مینار ہو تم

اِک سپاہی کی طرح جس میں ہیں سجّادو حسینؑ
کیا فضیلت ہے کہ اُس فوج کے سالار ہوتم

جب تلک مہدیؑ آخر کا نہیں ہوتا ظہور
تب تلک پردۂ غیبت کے نگہدار ہو تم

پانی کونین کا ہے مہر میں زھراؑ کے مگر
ایک اِک قطرے کے اب مالک و مختار ہوتم

اِک تمنّا ہے عزاداروں کی سُن لو عباسؑ
حشر میں مشک و علم لے کے نمودار ہوتم

چھوٹے سرکار کہا جاتا ہے تم کو عباسؑ
میں یہ کہتا ہوں وفا کے بڑے سرکار ہوتم

ذکرِ عباسؑ سے ریحانؔ نہ غافل رہنا
اِن کے اجداد کے پشتوں سے نمک خوار ہوتم

خُلد میں کیوں جاؤں میں غازیؑ کا روضہ چھوڑ کر

خُلد میں کیوں جاؤں میں غازیؑ کا روضہ چھوڑ کر
مجھ کو یہ جنّت ملی ہے ساری دنیا چھوڑ کر

صرف خیمے سے قدم باہر رکھا عباسؑ نے
لشکرِ اعداء کھڑا ہے دور دریا چھوڑ کر

حضرتِ عباسؑ کیا اصغر صدا دیتے اگر
موج جھولے تک چلی آتی کنارا چھوڑ کر

تشنہ لب دریا نے رکھا تھا شہہؑ مظلوم کو
آ گئے عباسؑ بھی دریا کو پیاسہ چھوڑ کر

دی صدا زینبؑ نے لوٹ آؤ تو غازی نے کہا
کیسے آؤں اے بہن مشکِ سکینہؑ چھوڑ کر

صبح کو بے نور ہو جاتے ہیں سب ماہ و نجوم
ہاں مگر حُرؑ کے مُقدّر کا ستارا چھوڑ کر

بے رِدا ہمشیر تھی فرشِ زمیں پہ آ گیا
باوفا کا سر، فرازِ نوکِ نیزہ چھوڑ کر

خاک ہے لفظِ وفا، ذکرِوفا، شرطِ وفا
جب وفا کا ذکر ہو غازی کا چرچا چھوڑ کر

حُرمتِ کعبہ کی خاطر حج نہ کر پائے حسینؑ
وارثِ کعبہ چلا آیا تھا کعبہ چھوڑ کر

رکھنا تھا آواز کا پردا بھی زینبؑ اس لئے
لہجۂ حیدرؑ میں بولی اپنا لہجہ چھوڑ کر

اِذن دے دیتے اگر عباسؑ کو مولا حسینؑ
بھاگ جاتے سورما سارے علاقہ چھوڑ کر

وہ مُحبِ مصطفیٰ ہے، کِس طرح سے مان لوں
جو چلا جائے محمدؐ کا جنازہ چھوڑ کر

گفتگو آپس میں کرتے تھے یہ انصارِ حسینؑ
کون جائے تیرگی میں اَب اُجالا چھوڑ کر

چھوڑ کر عباسؑ کے نقشِ قدم جو بھی چلا
پتھروں پہ چل رہا ہے سیدھا رستہ چھوڑ کر

بَس یہ کہہ کر حُرؑ نکل آیا سپاہِ شام سے
نُور کی بستی میں جاتا ہوں اندھیرا چھوڑ کر

جَب سے غازی کا علم ریحانؔ ہے گھر پر لگا
مُشکلیں جانے کہاں ہیں گھر ہمارا چھوڑ کر

—★★★★★—

کب تلک بیٹھے رہیں گے آپ مولا اُس طرف

کب تلک بیٹھے رہیں گے آپ مولا اُس طرف
آنے دیتا ہی نہیں غیبت کا پردہ اُس طرف

آپ کب تشریف لائیں مصلحت قدرت کی ہے
حکم دیجئے ہم ہی آجاتے ہیں اچھا اُس طرف

دیکھئے کب اور کتنی دیر میں آئے جواب
لے گئی ہے موج اِک میرا عریضہ اُس طرف

خُلد میں درکار ہم کو بھی ہے اِک گھر اِس لئے
لکھ کے بھیجا تو ہے ہم نے بھی قصیدہ اُس طرف

اُس طرف ہے مالِ دنیا اِس طرف حُبِّ علیؑ
آپ کے ہوتے ہوئے کب ہم نے دیکھا اُس طرف

جس طرف ہیں آپ مولاؑ کھل گیا ہم پر یہ راز
کربلا سے جا رہا ہے ایک رستہ اُس طرف

اِس طرف ہم رو رہے ہیں ہجر کی شدّت لئے
منتظر ہیں آپ کے عیسیٰ و کعبہ اُس طرف

راستہ آساں نہیں ہے رہنمائی چاہیے
اِس طرف سے کس طرح پہنچے یہ بندہ اُس طرف

سامرہ میں آپ کا مسکن ہے آئی ہے خبر
کھنچ رہا ہے خود بخود مولا کلیجہ اُس طرف

اِس طرف ساحل پہ میں ہوں دوسری جانب ہیں آپ
کس طرح آؤں کہ ہے میرا مسیحا اُس طرف

اِس طرف تو غم ہی غم ہیں زندگی دشوار ہے
اُس طرف لے چل ہوا، ہے ابنِ زہراؑ اُس طرف

عشق میں اور رزم میں جائز اگر ہر چیز ہے
پھر تو ہے ریحانؔ میرے دل کا سجدہ اُس طرف

—————*****—————

قطعہ

نظر سے بغض کی عینک کبھی اتار کے دیکھ
نبیؐ کی آل میں اوصاف کردگار کے دیکھ

علیؑ تو اپنے پرائے کے کام آتے ہیں
نبیؐ کا واسطہ دے کر انہیں پکار کے دیکھ

یہ تذکرہ ہے ایسے اطاعت شعار کا

یہ تذکرہ ہے ایسے اطاعت شعار کا
بازو رہا جو صبر کے پروردگار کا
دریا پہ جا کے پیاس کو رسوا نہیں کیا
یہ مرحلہ تھا جبر کا یا اختیار کا
عباسؑ کے جلال کو پھر دیکھتی فرات
محضر میں نام ہوتا اگر ذوالفقار کا
کرتے اگر وہ جنگ تو پھر ہوتا حال کیا
للکارنے پہ مرگیا مجمع ہزار کا
جب یہ چلے تو کہتی تھی ہر موج موج سے
یہ وقت تو ہے نادِ علیؑ کے حصار کا
عباسؑ کو جو دیکھا تو یاد آگیا انھیں
رستہ جنھیں پتہ نہ تھا دریا کے پار کا
خیمے سے اپنے واردِ میداں نہیں ہوا
تازہ تھا زخم جس کا بھی خیبر کی مار کا
طائر بھی اِس طرف سے نہیں جاتا اُس طرف
یہ دبدبہ ہے اب بھی تمہارے مزار کا
حُرؑ اتنی دور آگیا عشقِ حُسینؑ میں
اُس کو دھواں بھی چھو نہیں سکتا ہے تار کا
اہلِ وفا کے دل پہ حکومت ہے آج بھی
اتنا طویل عرصہ ہے کِس اِقتدار کا
یہ گردشِ زمانہ بگاڑے گی میرا کیا
ہے سر پہ میرے ہاتھ کسی ذمّہ دار کا

غازی ہو تم تو بعد شہادت بھی دھر میں
عباسؑ ہے انعام یہ زہراؑ کے پیار کا

عشقِ علیؑ میں موت بھی ہے دائمی حیات
میثمؒ نے یوں سفر کیا دنیا سے دار کا

جبریلؑ بولے محوِ سماعت ہیں پنجتن
پڑھتے رہو یہ موقع نہیں اِختصار کا

عبّاسؑ نامدار مِرے دستگیر ہیں
مجھ سے کرو نہ ذکر غمِ روزگار کا

اکبرؑ اگر شبیہ رسالتؐ مآب ہیں
عباسؑ عکس ہے اسدِ کردگارؑ کا

اذنِ وغا حسینؑ جو دیتے دلیر کو
ملتا نہ فوجِ شام کو رستہ فرار کا

عباسؑ کے بھی پاس نہیں آج تک جواب
اصغرؑ تمہاری تیغِ تبسّم کے وار کا

عباسؑ کی عطا یہ ہے ریحان جِس کو شک
غیروں سے مانگتا ہے وہ مصرعہ اُدھار کا

——★★★★★——

قطعہ

علیؑ کے نام میں نامِ خدا دکھائی دیا
علیؑ خدا کی طرح جابجا دکھائی دیا

عجیب بات ہجرت کی شب سرِ بستر
علیؑ خدا کی قسم مصطفیٰؐ دکھائی دیا

بہت واقف یہ ہندوستان ہے عونؑ و محمدؑ سے

بہت واقف یہ ہندوستان ہے عونؑ و محمدؑ سے
یہ ہندوستان پاکستان ہے عونؑ و محمدؑ سے

یہ دو بچّے کہیں دونوں جہاں میں خوں نہ برسا دیں
یہ ناممکن نہیں اِمکان ہے عونؑ و محمدؑ سے

فِدا شبیرؑ پہ ہونا سوئے دریا نہیں جانا
فقط زینبؑ کا یہ فرمان ہے عونؑ و محمدؑ سے

نواسے ہیں علیؑ کے رزق ہم جیسوں کو دیتے ہیں
کشادہ اپنا دسترخوان ہے عونؑ و محمدؑ سے

مِرا بیٹا بھی اب تو مدحتِ عبّاسؑ کہتا ہے
ملا مدحت کا یہ رجحان ہے عونؑ و محمدؑ سے

لہو سے کربلا کو سینچ کر گلشن بنا ڈالا
جو صحرا تھا وہ نخلستان ہے عونؑ و محمدؑ سے

تمہاری انجمن کا نام جب عونؑ و محمدؑ ہے
تمہاری حشر میں پہچان ہے عونؑ و محمدؑ سے

یزیدی فوج کو کوئی ذرا یہ بات سمجھا دے
اُلجھنے میں بڑا نقصان ہے عونؑ و محمدؑ سے

علیؑ کی عین ہے اِک میں تو اِک پورا محمدؑ ہے
خجل نسلِ ابُو سفیان ہے عونؑ و محمدؑ سے

یہ دو چھوٹی سی موجیں ہیں ابھی خیمے سے نکلی ہیں
ڈرا افواج کا طوفان ہے عونؑ و محمدؑ سے

پڑھے ہیں مکتبِ شبیرؑ میں دونوں یہ شہزادے
تو گویا آیتِ قرآن ہے عونؑ و محمدؑ سے

نزولِ ثانیِ زہرؑا ہوا ہے ماہِ شعباں میں
بڑی نسبت تجھے شعبان ہے عونؑ و محمدؑ سے
ابھی عباؑس آجائیں تو کیا محشر بپا ہوگا
لرزتا جنگ کا میدان ہے عونؑ و محمدؑ سے
کہا زینبؑ نے اے اکبرؑ ترا صدقہ اتاروں گی
یہ وابستہ مِرا ارمان ہے عونؑ و محمدؑ سے
ہے پہلے پنجتنؑ سے بعد میں مصرعہ یہ موزوں ہے
خدا کے دین کی پہچان ہے عونؑ و محمدؑ سے
کہیں بی کا علم ہے اور کہیں یہ گود اُٹھتی ہے
کہیں سارے دکن کی شان ہے عونؑ و محمدؑ سے
یہاں پر ثانیِ زہرؑا کی ہر مجلس بتاتی ہے
یہاں منسوب ہر ایوان ہے عونؑ و محمدؑ سے
سفارش کرکے زینبؑ سے مجھے جنت دلا دیں گے
بڑی اُمید یہ ریحاؔن ہے عونؑ و محمدؑ سے

———★★★★★———

قطعہ

قران سے ظاہر ہے ایمانِ ابوطالبؑ
فرمانِ محمدؐ ہے فرمانِ ابوطالبؑ
آغوش ابوطالبؑ مکتب ہے محمدؐ کا
اللہ نے مانا ہے احسانِ ابوطالبؑ

مدّدِ طلب تو کرو ایک بار حیدرؑ کی

مدّدِ طلب تو کرو ایک بار حیدرؑ کی
حَسنؑ ہیں بعدِ علیؑ یادگار حیدرؑ کی

فقیہہ شام حسنؑ سے یہ پوچھتا ہی رہا
قلم ہے ہاتھ میں یاذوالفقار حیدرؑ کی

علیؑ تو باغِ رسالت کی دائمی ہیں بہار
حسنؑ حسینؑ مگر ہیں بہار حیدرؑ کی

حسنؑ کو امن کا پروردگار مانتا ہے
ہے جس کے سر پہ محبت سوار حیدرؑ کی

حسنؑ نے تیغ کو جس دَم قلم کا روپ دیا
منافقوں میں مچی تھی پُکار حیدرؑ کی

حسنؑ حسینؑ ہیں یہ، یہ ہیں حضرتِ عباسؑ
علیؑ کے گھر میں لگی ہے قطار حیدرؑ کی

حسنؑ نے ایک قدم بھی الگ نہیں رکھا
چلے وہ راہ، جو تھی رہگذار حیدرؑ کی

حسنؑ نے کہہ دیا یک جنبشِ قلم سے سُنو
کریں نہ ہمسری گرد و غُبار حیدرؑ کی

علیؑ بغیر نہ لکھو کسی زمین میں شعر
ہر اک زمیں ہے اطاعت گذار حیدرؑ کی

علیؑ کی آل سے ریحانؔ مانگ کر دیکھو
مدّد ملے گی تمھیں بار بار حیدرؑ کی

کہہ گئے حق کے نبی لکھتے رہو پڑھتے رہو

کہہ گئے حق کے نبیؐ لکھتے رہو پڑھتے رہو
مدحتِ مولا علیؑ لکھتے رہو پڑھتے رہو

مشکلوں میں خود نبیؐ نادِ علیؑ پڑھتے رہے
یہ وظیفہ آپ بھی لکھتے رہو پڑھتے رہو

ہے علیؑ کے دشمنوں سے دشمنی ڈرنا ہے کیا
ہے علیؑ سے دوستی لکھتے رہو پڑھتے رہو

ان کا پرچم چومنا اور ان کا چہرہ دیکھنا
بندگی ہے بندگی لکھتے رہو پڑھتے رہو

جب نبیؐ حیران تھے اللہ کے مہمان تھے
وہ صدا معراج کی لکھتے رہو پڑھتے رہو

دستِ خالق ہیں علیؑ کوثر کے مالک ہیں علیؑ
اس میں کیا شرمندگی لکھتے رہو پڑھتے رہو

یاعلیؑ مولیٰ علیؑ مشکلشا ایمانِ کل
لکھ کے ہوتی ہے خوشی لکھتے رہو پڑھتے رہو

کیسا شجرہ کیا نسب ہے بعد کی یہ بات سب
ہم تو بس ہیں حیدریؑ لکھتے رہو پڑھتے رہو

ہے نبیؐ کا فیصلہ مَن کنتُ مولا کی صدا
ہو نبیؐ کے امتی لکھتے رہو پڑھتے رہو

کہہ گیا بہلول جب تم پھینک دو کشکول اب
خلد ہم نے بیچ دی لکھتے رہو پڑھتے رہو

لامکاں کا کیا مکاں کعبے میں ہے حیدرؑ کی ماں
جو رہے مالک وہی لکھتے رہو پڑھتے رہو

کربلا کی جنگ میں کیا جیت کیسی ہار تھی
حُرؑ نے جنّت جیت لی لکھتے رہو پڑھتے رہو

منقبت نوحے لکھے ریحانؔ لاکھوں آپ نے
ہے مگر پھر بھی کمی لکھتے رہو پڑھتے رہو

——*****——

کیا پوچھتے ہو میرا رشتہ ابو طالبؑ سے

کیا پوچھتے ہو میرا رشتہ ابُو طالبؑ سے
میں نے تو خدا کو بھی جانا ابُو طالبؑ سے

ہلتی نہ زمیں ہرگز گرتے نہ مکاں تم پر
پہلے ہی لیا ہوتا نُسخہ ابُو طالبؑ سے

تعمیر میں جنت کی معمار فرشتے ہیں
بنوایا گیا لیکن نقشہ ابُو طالبؑ سے

دوزخ میں نہیں جاتے جنّت تمھیں مل جاتی
تھوڑا سا تعلق جو ہوتا ابوطالبؑ سے

قرآنِ مجسّم ہیں پیغمبر دو عالم
قرآن کا ملتا ہے چہرا ابُو طالبؑ سے

دستارِ محمدؐ پر کچھ ہیرے سجانے تھے
ہیرے لئے خالق نے بارہ ابُو طالبؑ سے

معراج کے پردے میں قلب اُبوطالبؑ تھا
کیا رہ گیا اُس شب کا پردا ابُو طالبؑ سے

جب اِن کے گھرانے میں سب بولتے قرآں ہیں
قرآن نے پایا ہے لہجہ ابُو طالبؑ سے

ہم ہوں کہ فرشتے ہوں ریحانؔ حقیقت ہے
جِس کو بھی ملا مُولا، مولاؑ ابُو طالبؑ سے

اِس بات سے محسوس کرو کیا ہے سکینہؑ

اِس بات سے محسوس کرو کیا ہے سکینہؑ
عبّاس کے ہونٹوں کا قصیدہ ہے سکینہؑ

جو حرفِ ثنا ذہن پر اُترا ہے سکینہؑ
عباسِؑ علمدار نے بخشا ہے سکینہؑ

آئینۂ زہرؑا میں جو دیکھا تِرا بچپن
ہر عکس پکار اُٹھا کہ زہرؑا ہے سکینہؑ

جو پیاس کے پرچم کی علمدار ہے اَب تک
عباسؑ کی وہ پیاری سکینہؑ ہے سکینہؑ

رد ہو نہیں سکتی وہ دُعا شہر وفا میں
جِس حرفِ دُعا کا تُو وسیلہ ہے سکینہؑ

عباسؑ کی نظروں سے کوئی پڑھ کے تو دیکھے
احساس کی اِک نہجِ بلاغہ ہے سکینہؑ

جو مشک میں بھر سکتا ہے دنیا کے سمندر
کونین میں بَس وہ تِرا سقّہ ہے سکینہؑ

ہر عمر کے حیدرؑ نے جھلایا ترا جُھولا
یہ اوج فقط تو نے ہی پایا ہے سکینہؑ

دریاؤں کے لب نوکِ قلم چوم رہے ہیں
لکّھا نہیں میں نے ابھی سوچا ہے سکینہؑ

الفاظ کے لشکر مِری چوکھٹ پہ کھڑے ہیں
یہ آپ کی مدحت کا نتیجہ ہے سکینہؑ

پیشانیٔ زنداں پہ یہ تحریر ہے اَب تک
ظالم تو فنا ہوگیا زندہ ہے سکینہؑ

ہے صبر ردیف اور عطش قافیہ جس کا
ریحاںؔ کے نوحوں کا وہ مصرعہ ہے سکینہؑ

—★★★★★—

اِس سے بڑھ کے کیا ہوگی برتری خدیجہؑ کی

اِس سے بڑھ کے کیا ہوگی برتری خدیجہؑ کی
رُکنِ پنجتنؑ ٹھہری لاڈلی خدیجہؑ کی

ہم غلام ہیں اُن کے اس پہ کیا اکڑنا ہے
خود رسولؐ نے کی ہے نوکری خدیجہؑ کی

اِک ہجومِ نورانی ساتھ ساتھ چلتا تھا
ہو رہی تھی میکے سے رُخصتی خدیجہؑ کی

شہریّت جہنم کی ہوگئی اُسے حاصل
راس آگئی جِس کو دشمنی خدیجہؑ کی

کُل نسائے عالم کی فاطمہؑ ہیں شہزادی
فرض ہے مگر اُن پر بندگی خدیجہؑ کی

جنگ کرنے حیدرؑ سے آئیں تھیں جو اک بی بی
وہ کریں معاذاللہ ہمسری خدیجہؑ کی

جونپور میں آ کر ہو رہا ہے یہ محسوس
ہر مکاں خدیجہؑ کا ہر گلی خدیجہؑ کی

سب سے چھوٹی امّی سے خود رسولؐ کہتے تھے
کُفر کی علامت ہے دشمنی خدیجہؑ کی

اِے ریحاںؔ جا تجھ کو خُلد کی ضمانت دی
کان میں صدا آئی یہ ابھی خدیجہؑ کی

لفظوں نے جب سجا لیا پیکر غدیر کا

لفظوں نے جب سَجا لیا پیکر غدیر کا
پہنا عروسِ فکر نے زیور غدیر کا

خطبہ نبیؑ نے وجد میں پڑھ کر غدیر کا
جنّت نشان بنادیا منظر غدیر کا

کتنوں کی موت بن گیا خیبر کا اِک علم
کتنے دلوں کا زخم ہے مَنبر غدیر کا

یہ پوری کائنات بھی رکھ دیجئے اگر
پلّہ نہ ہوسکے کا برابر غدیر کا

حیدرؑ کا ہاتھ تھام کے منبر پہ آگئے
سَر کر لیا رسولؐ نے خیبر غدیر کا

خُشکی میں ڈوبنے کو سفینہ تھا دین کا
آیت نہ ڈال دیتی جو لنگر غدیر کا

ماؤں کی سمت سے وہ طہارت نصیب ہیں
رہتا ہے نام جن کے لبوں پر غدیر کا

ہیں تشنہ کام آج بھی حارِث مزاج لوگ
حالانکہ بہہ رہا ہے سمندر غدیر کا

یا ایّھا الرسولؐ کا آئینہ دیکھئے
کتنا الگ تھلگ ہے پیمبر غدیر کا

عشقِ علیؑ میں دونوں ہی اُترے ہیں عرش سے
کعبے کا اِک ہے، ایک ہے پتھر غدیر کا

ریحانؔ آج دھر میں عیدوں کی عید ہے
دولہا بنا ہے ساقیٔ کوثر غدیر کا

مَت پوچھ ہم فقیروں نے کیا کیا بچالیا

مَت پوچھ ہم فقیروں نے کیا کیا بچالیا
سب کچھ لُٹا کے اپنا عقیدہ بچالیا

ضربت کے وقت مولا علیؑ نے پئے حُسینؑ
اِک سجدہ کرکے دوسرا سجدہ بچالیا

مُشکلشائی وصف ہے اپنا ہو غیر ہو
مولا علیؑ کو جس نے پُکارا بچالیا

اِک لمحہ تھا بہشت کی قیمت جو اُس کے پاس
حُرؑ نے قسم خدا کی وہ لمحہ بچالیا

اصحاب نے اُحد میں ذہانت سے لے کے کام
اپنے لئے فرار کا رستہ بچالیا

مُنکر علیؑ کا وقتِ ہلاکت یہ کہہ اُٹھا
میں مَر رہا تھا آپ نے مولا بچالیا

عاشور کو حُسینؑ کے خیمے تو جل گئے
لیکن مِرے حُسینؑ نے کعبہ بچالیا

قرآن پڑھ کے نوکِ سِناں پر حُسینؑ نے
قرآن و اہلبیتؑ کا رِشتہ بچالیا

حج کو بدل کے عمرے سے مُولا حُسینؑ نے
کعبے کے ساتھ کعبے کا پَردا بچالیا

ہر شے کو خاک روزِ قیامت کیا مگر
رب نے میرے حُسینؑ کا روضہ بچالیا

عاشور کو چراغ بُجھا کر حُسینؑ نے
انصار کے دلوں کا اُجالا بچالیا

ہر زخم لاعلاج تھا وجہِ اجل بھی تھا
خاکِ شفا نے بن کے مسیحا بچالیا

بے آب اپنے باغ کو رکھ کر حُسینؑ نے
سارے جہاں کو بننے سے صحرا بچالیا

جلتے ہوئے خیام سے عابدؑ کی شکل میں
زینبؑ نے اِک دُعا کا صحیفہ بچالیا

زینبؑ نے کر کے لہجۂ حیدرؑ میں گفتگو
اِک ایک حرف نہجِ بلاغہ بچالیا

سب کچھ رہ حُسینؑ میں قربان کر دیا
اپنے لئے حُسینؑ کا صدقہ بچالیا

نادِ علیؑ کے زور پہ باقی ہے کائنات
یہ کیوں کہوں کہ ایک علاقہ بچالیا

اشعار لکھ کے بانٹ دیئے سب بس ایک شعر
اپنی لحد کے واسطے لکھا بچالیا

نِسبت اُسے علیؑ سے ہے ریحانؔ اعظمی
جِس نے غمِ حسینؑ کا ورثہ بچالیا

—————*****—————

رباعی

کیا عزت و توقیر ہے ماشاء اللہ
حیدرؑ تیری مدحت کی بدولت واللہ

جب مانگی ہے مدحت کی اجازت میں نے
ہر سمت سے آتی ہے صدا بسم اللہ

ٹھہر گیا ہے عقیدہ اِسی خیال کے بعد

ٹھہر گیا ہے عقیدہ اِسی خیال کے بعد
علیؑ ہے نامِ خدا رَبِّ ذوالجلال کے بعد

جگر میں مُنکرِ حیدرؑ کے پھر غدیر کے دن
ہوئے ہیں زخم ہرے پھر سے اندمال کے بعد

یہ کہہ کے شاہ نے سجدہ کیا بوقتِ زوال
یہ سَر بلند رہے گا سدا زوال کے بعد

سکوں مآب ہے مُختار کی وَفاداری
بنی جو وجہ خوشی درد اور ملال کے بعد

یہ کون قید سے تلوار بن کے نکلا ہے
یہ سانس لے گا مگر دیکھنا قِتال کے بعد

نہ صرف یہ کہ مقابل کا سر اُڑاتی تھی
علیؑ کی تیغ اُڑاتی تھی سَر کو ڈھال کے بعد

لہو کے اشک بہاتا ہے چودہ (۱۴) صدیوں سے
ہلالِ ماہِ محرم ہر ایک سال کے بعد

لحد میں مجھ سے فرشتے سوال کیا کرتے
جواب غیب سے آیا جو ہر سوال کے بعد

جمالِ ارض و سماں حُسنِ ماہتاب و نجوم
بہت حقیر ہیں عباسؑ کے جمال کے بعد

رہے ہیں رکن ثقیفہ فدک بھی لوٹا ہے
جو یارِ غار تھے کیا ہوگئے وصال کے بعد

لہو سے گردن شمسیر کون کاٹ سکا
میانِ جنگ سَتم سیدہ کے لعل کے بعد

کمال کر دیا اصغرؑ ترے تبسم نے
نڈھال کر دیا قاتل کو اُس کی چال کے بعد

گلے کی ضرب سے پلٹا سکے جو تیر ستم
نہیں ہے کوئی بھی بانو کے نونہال کے بعد

چھلک چھلک اٹھا کشکول بابِ حیدرؑ پر
خموش ہوگیا ریحانؔ عرضِ حال کے بعد

—★★★★★—

وہ آنکھ جس میں عزا کی نمی نہیں ملتی

وہ آنکھ جس میں عزا کی نمی نہیں ملتی
خدا کے گھر سے بھی اُس کو خوشی نہیں ملتی

اَدب کے باب میں معذور ہے اُسی کا قلم
علیؑ کے در سے جسے روشنی نہیں ملتی

حبیب ابنِ مظاہر کے بعد دنیا میں
بہت تلاش کیا دوستی نہیں ملتی

نہ جانے کون سی اُن کو کتاب کافی تھی
کتابِ حق سے جنھیں آگہی نہیں ملتی

زمانہ حُرؑ کو علیہ السّلام کیوں کہتا
فنا کے بعد اگر زندگی نہیں ملتی

علیؑ کا ذکر جو قرآن منقبت میں نہ ہو
قلم کے لہجے کو شائستگی نہیں ملتی

سوائے بزم ثقیفہ کے سارے عالم میں
کسی کی موت پہ محفل سجی نہیں ملتی

نہ جانے کیسے سمندر تھے تشنہ لب رہ کر
سبیلیں دے گئے تشنہ لبی نہیں ملتی

اگر حُسینؑ بساتے نہ کربلا کی زمیں
زمیں پہ کوئی بھی بَستی بسی نہیں ملتی

جنابِ زہرؑا سے بعدِ وفات ختمیِ رُسل
مُنافقوں کی حدِ دُشمنی نہیں ملتی

اگر تبسّمِ اصغرؑ سے اِکتساب نہ ہو
مہکتے پھولوں کے لب پر ہنسی نہیں ملتی

جو اپنا چاند زمیں میں چُھپا نہ دیتے حسینؑ
فلک کے چاند تجھے چاندنی نہیں ملتی

علیؑ کے در پہ اُتر کر کہا ستارے نے
فلک پہ رہتا تو یہ بَرتری نہیں ملتی

فرازِ دار پہ میثم یہ راز کھول گئے
بغیر حُبِّ علیؑ بوذری نہیں ملتی

نہ آتے ہوش میں موسیٰ پسِ قیامت بھی
جو اُن کو طور پہ بوئے علیؑ نہیں ملتی

جو اپنے خون سے جلتی زمیں کو مہکا دے
کسی بھی جھولے میں ایسی کلی نہیں ملتی

لباسِ مرضیِ رب سن بہ سن سجے جِس پر
بجز حُسینؑ یہ خوش قامتی نہیں ملتی

وفا سرشت ہے ریحانؔ اعظمی کا قلم
کہیں عقیدے میں اُس کے کمی نہیں ملتی

—*****—

باقی رہے گا لفظ کا پھر اِحترام بھی

باقی رہے گا لفظ کا پھر اِحترام بھی
منسوب کر علیؑ سے غزل بھی سلام بھی

حُر کو نگاہِ شاہؑ نے فوراً پرکھ لیا
ہے دُشمنوں کی صَف میں علیہ السّلام بھی

دے دی قطار اونٹوں کی قنبرؓ نے بھیک میں
آقا اگر سخی ہے، سخی ہے غلام بھی

ذاتِ حَسنؑ شجاعت و حِکمت میں طاق ہے
ہے ان کی دسترس میں قلم بھی حسام بھی

یہ سیّدہؑ ہیں اِن کی فضیلت نہ پوچھئے
تعظیم کر رہے ہیں نبیؐ بھی اِمام بھی

نہ صرف یہ کہ مولا علیؑ بوتراب ہیں
چلتا ہے اِن کے دَم سے فلک کا نظام بھی

یہ پنجتنؑ ہیں رجس کے سائے سے دُور ہیں
تائید کر رہا ہے خدا کا کلام بھی

وہ لُطفِ صبح و شام کہاں مرتضیٰؑ کے بعد
ہونے کو روز صبح بھی ہوتی ہے شام بھی

جو چاند کربلا کی زمیں پر ہیں محوِ خواب
روشن ہے اُن کے نُور سے ماہِ تمام بھی

رومالِ سیّدہؑ کی سَند مل گئی جسے
دستِ علیؑ سے پائے گا کوثر کا جام بھی

مثلِ نُصیر کہتے ہیں حیدرؑ کو جو خدا۔
دیکھیں ذرا علیؑ کے سُجود و قیام بھی

سازش کہاں ہوئی تھی وفاتِ رسولؐ پر
چشمِ فلک نے دیکھا ہے ایسا مقام بھی
آیا نہ کوئی کام نبیؐ کے بجُز علیؑ
جائز جہاد بھی تھا جہاں انتقام بھی
اوصافِ مُرتضیٰؑ نہ رقم کرسکو گے تم
ریحانؔ مختصر ہے حیاتِ دوام بھی

—*****—

نبیؐ کی بزم میں سب مثلِ حیدرؑ ہو نہیں سکتے

نبیؐ کی بزم میں سب مثلِ حیدرؑ ہو نہیں سکتے
کبھی قطرے سمندر کے برابر ہو نہیں سکتے
خلافت کی طلب میں جو نبیؐ کو چھوڑ سکتے ہوں
وہ رہزن ہو تو سکتے ہیں، وہ رَہبر ہو نہیں سکتے
حُسینؑ ابنِ علیؑ کو چھوڑ کر انصار کیوں جائیں
اگر سورج نہ ہو تارے مُنوّر ہو نہیں سکتے
شہیدانِ وفا سارے قدِ شمشاد ہیں لیکن
علی اصغرؑ ترے قد کے برابر ہو نہیں سکتے
نبیؐ کو جنگ کے میداں میں تنہا چھوڑنے والے
رہیں گے تِشنہ لب سیراب کوثر ہو نہیں سکتے
عزاء خانوں سے ہٹ کر چشمِ گریاں سے جو بہتے ہیں
وہ آنسو صِرف آنسو ہیں وہ گوہر ہو نہیں سکتے
نئی تاریخ لکھ دی جنگ کے میداں میں اَصغرؑ نے
فَنا ورنہ تبسّم سے تو لشکر ہو نہیں سکتے

خدا جانے نبیؐ جانیں، علیؑ جانیں شبِ یسریٰ
سِرِ منظر پسِ منظر کے منظر ہو نہیں سکتے

ہُنر شہہ رگ سے خنجر کاٹنے کا ہم کو آتا ہے
ہماری آستینوں میں تو خنجر ہو نہیں سکتے

بجا ہے وہ غنی مالِ غنیمت لے کے بن جائیں
متاعِ علم کے مُفلس تونگر ہو نہیں سکتے

ہوئے جو خوش درِ زہرؑا جلا کر سورمائی پر
کبھی وہ فاتحِ میدانِ محشر ہو نہیں سکتے

نہ آئے کیسے ریحانِ عزا ہر قطرۂ خوں سے
کبھی خوشبو سے خالی یہ سمندر ہو نہیں سکتے

—★★★★★—

غموں میں اِس طرح پیدا حسیں لمحات کر لینا

غموں میں اِس طرح پیدا حسیں لمحات کر لینا
دمِ مُشکل نہ گھبرانا علیؑ سے بات کر لینا

فقط نادِ علیؑ ہتھیار کی صورت اُٹھا رکھو
اجل بھی سامنے آئے تو دو دو ہاتھ کر لینا

شبِ ہجرت کے بستر کا مزا آ جائے گا تم کو
علیؑ کے قصرِ مدحت میں بَسر اِک رات کر لینا

نجف جاؤ تو لُطفِ بندگی دو چند کرنے کو
نُصیری کا کوئی بندہ سفر میں ساتھ کر لینا

خدا نے رزق کی تقسیم اُس کو سونپ دی جس کا
فقط نانِ جویں پر تھا بَسر اوقات کر لینا

اندھیرے حبس بن کر جب کسی بستی میں آجائیں
علیؑ کا نام لینا، نُور کی برسات کرلینا

خدا کے بعد معراجِ نبیؐ کا رازداں وہ ہے
جسے آتا ہو نُطقِ کبریا میں بات کرلینا

خدا کی حمد، نعتِ مصطفیٰؐ حیدرؑ کی مدحت سے
فشارِ قبر سے بچنے کے اقدامات کرلینا

نکلنا گھر سے جب نادِعلیؑ وردِ زباں رکھنا
اِسی صورت علاجِ گردشِ حالات کرلینا

جنابِ سیّدہؑ تم کو دُعا کے پھول بھیجیں گی
زمیں والو، ذرا سی عزّت سادات کرلینا

علیؑ سے جنگ کا جب بھی ارادہ ہو مسلمانوں
تو قبلِ جنگ خود تسلیم اپنی مات کرلینا

سلامی کے لئے ریحانؔ بابِ علم پر جانا
مگر تیار جب الفاظ کی بارات کرلینا

——★★★★★——

رباعی

جو بات نہ ہونی تھی وہی بات ہوگئی
موجودگیٔ شمس میں بھی رات ہوگئی

منبر پہ نظر آئے عزا کے منکر
خود نالہ کناں گردشِ حالات ہوگئی

نامور لاکھوں ہیں ہمنامِ خدا کوئی نہیں

نامور لاکھوں ہیں ہمنامِ خدا کوئی نہیں
ہے اگر کوئی تو حیدرؑ کے سوا کوئی نہیں

ہم نے مانا دستِ خالق ٹالتا ہے مُشکلیں
بس یدِقُدرت علیؑ ہے دوسرا کوئی نہیں

اِے علمدارِ جری عباسؑ غازی مرحبا
بے وفا دُنیا میں، تجھ سا باوفا کوئی نہیں

دو کماں کا فاصلہ کہتے ہو، تھا معراج میں
نُور جب یکساں ہوں دونوں فاصلہ کوئی نہیں

ایک سجدہ بابِ شہرِ علم پر درکار ہے
شعر کہنے کے لئے پھر مسئلہ کوئی نہیں

یا نبیؐ نادِعلیؑ پڑھ کر یہ ثابت کردیا
جُز علیؑ اصحاب میں خیبر کشا کوئی نہیں

اُن کے در سے کیا مرادیں پائیں گے اہلِ جہاں
بھیک جِن کا نام لے کر مانگتا کوئی نہیں

زندگی میں، حشر میں، بَرزخ میں اور مرقد میں بھی
میرے مولا آپ سا حاجت روا کوئی نہیں

وہ تو کہئے لہجۂ حیدرؑ سے مشکل حل ہوئی
ورنہ معراجِ نبیؐ میں بولتا کوئی نہیں

کہہ رہا تھا کون یہ وقتِ ہلاکت بار بار
یاعلیؑ تیرے سِوا مُشکل کشا کوئی نہیں

لے کے کشکولِ طلب تارا زمیں پر آ گیا
رزقِ نوری عرش پر کیا بانٹتا کوئی نہیں
اَصل میں ریحانؔ ہے مدحِ علیؑ کا معجزہ
ورنہ اِس شہرِ ادب میں پوچھتا کوئی نہیں

—————*****—————

درِ تخیّل کا جب بھی وا کیجئے

درِ تخیّل کا جب بھی وا کیجئے
مرضیٔ مرضیہ لیا کیجئے

سائبانِ ردائے زہراؑ میں
اہلِ ماتم ہوں سب دُعا کیجئے

بے تحاشہ ملے گا رزقِ سخن
فاطمہ فاطمہ لکھا کیجئے

کیسے کشکولِ علم بھرتا ہے
ہم فقیروں سے رابطہ کیجئے

مدحتِ سیّدہؑ ہے کیا مُشکل
آپ قرآن پڑھ لیا کیجئے

کیا ہے تفسیرِ آیۂ کوثر
شرم کیسی ہے تبصرہ کیجئے

شک حدیثِ کساء پہ کرتے ہیں
اِنّما کو بھی رد کیا کیجئے

دخترانِ نبیؐ کے بارے میں
حسبنا فاطمہؑ کہا کیجئے

سَرسَری تذکرہ فِدک کا نہیں
خونِ دل سے اسے لکھا کیجئے

آبروئے زمینِ مقتل ہو
ایسا سجدہ کوئی ادا کیجئے

ہے تقاضہ نِصاب ماتم کا
اپنی آغوش مدرسہ کیجئے

یا نبیؐ دین بچ تو جائے گا
فاطمہؑ سے معاہدہ کیجئے

یہ ہیں رومالِ سیّدہؑ کے لئے
اشک مژگاں پہ مت رکھا کیجئے

روز پڑھتے ہیں مسجدوں میں نماز
فرشِ غم پر بھی پڑھ لیا کیجئے

آپ مَسلک سے اہلِ سُنّت ہیں
اُٹھئے تعظیم فاطمہؑ کیجئے

شرم ریحانؔ ذکرِ زہراؑ میں
جو کرے اُس سے مَت مِلا کیجئے

—★★★★★—

رباعی

کہہ دیجئے حق بات تساہُل کیا ہے
بوجہل کی طاعت کا تسلسل کیا ہے

شبیرؑ کا ماتم ہے نمازوں کی بقا
ماتم سے نمازوں کا تقابل کیا ہے

وفا کا پروردگار آیا فرشتے آنکھیں بچھا رہے ہیں

وفا کا پروردگار آیا فرشتے آنکھیں بچھا رہے ہیں
ہوائیں فانوس بن گئی ہیں چراغ سب جگمگا رہے ہیں
ڈھلی اثر میں دعائے حیدرؑ یہ شکرِ خالق کا مرحلہ ہے
ادائے شکرِ خدا کی خاطر علیؑ مُصلّے پہ جا رہے ہیں
ابھی ہوا ہے ظہورِ غازی جمی ہوئی ہیں علم پہ نظریں
علیؑ کی صورت جری ہے یہ بھی، ابھی سے تیور بتا رہے ہیں
نُصیریوں کے خدا کے گھر میں، فلک سے ہاشم کا چاند اُترا
تمام جگنو تمام تارے سنبھالے کشکول آ رہے ہیں
جنابِ زینبؑ ردا میں اپنی سجائیں گی آیتوں کے سورج
دھواں دھواں شام کا ہے چہرہ، سویرے خوشیاں منا رہے ہیں
گلِ وفا کی مہک نے ساری فضا کو مخمور کر دیا ہے
لباس کُہنہ بدل کے غنچے نئی قبائیں سجا رہے ہیں
یہ رشک و حسرت بھی دیدنی ہے، کھڑے ہیں جبریل ہاتھ باندھے
یہ فخر حاصل ہے طفلِ نو کو حسینؑ جھولا جھلا رہے ہیں
ولادتِ شاہِ کربلا پر رسولؐ روئے تھے جس طرح سے
ولادت شاہِ علقمہ پر، حسینؑ آنسو بہا رہے ہیں
فِرات نے جب خبر یہ پائی ظہور غازی کا ہو چکا ہے
تو اس کے دھارے خوشی کے مارے فلک پہ اُٹھ اُٹھ کے جا رہے ہیں
اَخیِ زینبؑ علیؑ کا بیٹا قیام اِک دن یہیں کرے گا
یہ کہہ کے کرب و بلا کے ذرّے فلک سے نظریں ملا رہے ہیں
شرف یہ ریحانؔ کم نہیں ہے جو لوگ چودہ (۱۴) صدی سے اَب تک
سبیلیں ہر سو لگا رہے ہیں، جری کا پرچم اُٹھا رہے ہیں

اِے فلک بننے دے منبر دیکھتا رہ جائے گا

اِے فلک بننے دے منبر دیکھتا رہ جائے گا
تو غدیرِ خم کا منظر دیکھتا رہ جائے گا

لے گا حارث کو حراست میں ابھی قہرِ خدا
کب کہاں سے آیا کنکر دیکھتا رہ جائے گا

ساتھ لے جائے گا دریا مشک میں ابن علیؑ
دَم بخود لاکھوں کا لشکر دیکھتا رہ جائے گا

زینتِ رومالِ زہراؑ جب بنے گا اشکِ غم
اس کی وسعت کو سمندر دیکھتا رہ جائے گا

میں طوافِ روضۂ سرورؑ کروں گا اِس طرح
تو غمِ ایام تھک کر دیکھتا رہ جائے گا

شیر کی آمد ہے کعبہ رشک کے انداز میں
خود میں بنتا اِک نیا دَر دیکھتا رہ جائے گا

کاٹ دے گی، شہِ رگِ مظلوم خنجر کا گلا
کانپ کر دستِ ستم گر دیکھتا رہ جائے گا

کون سویا کون جاگا مصطفیؐ تھے یا علیؑ
خود شبِ ہجرت کا بستر دیکھتا رہ جائے گا

تیغِ حیدرؑ کب چلی، کیسے چلی، کِس پر چلی
اِک فرشتہ اپنے شہہ پر دیکھتا رہ جائے گا

آئے تو مرحب مقابل حیدریؑ تلوار کے
قوتِ بازوئے حیدرؑ دیکھتا رہ جائے گا

طائرِ باغ اَجل تیغِ علیؑ کی چال پر
دشت میں اُڑتے ہوئے پر دیکھتا رہ جائے گا

میرے گھر مجلس میں جب مہمان ہوں گی سیّدہؑ
رشک سے سورج مِرا گھر دیکھتا رہ جائے گا

پھینک کر تیرِ ستم اصغرؑ کی جانب حُرملا
جنبشِ ابروئے اصغرؑ دیکھتا رہ جائے گا

مدحِ حیدرؑ کے عِوض ریحانؔ میرا مرتبہ
روزِ محشر ہر سخنور دیکھتا رہ جائے گا

—*****—

یوں ہے قرآنِ مؤدّت کی تلاوت کرنا

یوں ہے قرآنِ مؤدّت کی تلاوت کرنا
جیسے محفل میں اَدا اجرِ رسالت کرنا

روضۂ حضرتِ شبّیرؑ پہ سجدہ کرکے
اپنی پیشانی کی ہر روز زیارت کرنا

رن میں بے تیغ بھی لڑتے ہیں علیؑ کے بیٹے
ان کا مَسلک نہیں توہینِ شجاعت کرنا

مکتبِ حضرتِ بہلول میں پڑھنے والے
جانتے خوب ہیں خاشاک کو جنت کرنا

واعظو اِس طرح تفسیر شہادت نہ کرو
دیکھ کر کرب و بلا شرحِ شہادت کرنا

مدحتِ آلِ محمدؐ میں انھیں صرف کرے
جِس کو منظور ہے لفظوں کی طہارت کرنا

ہم سے محشر میں نہ اُلجھو کہ علیؑ والے ہیں
ہم کو آتا ہے قیامت میں قیامت کرنا

مُجرمِ باغِ فدک رزقِ جہنم تو ہے
کتنا مہنگا پڑا یہ کارِ خیانت کرنا

حُرؑ کی صورت وہ کہاں فیصلہ کر پاتے ہیں
جِن کو آتا ہی نہیں کارِ شرافت کرنا

آؤ مِل جُل کے کریں اجر رسالت کو ادا
نوحہ میں کہتا ہوں جبریل کِتابت کرنا

نام واجب نہیں حیدرؑ کا اذاں میں لیکن
بات یہ شافعٔ محشر سے کبھی مت کرنا

پہلے مَن کُنت کا فرمان تو پڑھ لے واعظ
بعد میں اہلِ ثقیفہ کی وکالت کرنا

ہاتھ پابندِ رَسَن، سجدۂ خالق میں جبیں
حُکمِ سجّاد ہے اِس طرح عبادت کرنا

آج بھی پرچمِ عباسؑ ہے آگے آگے
اِن کی میراث میں آیا ہے قیادت کرنا

کِس قدر سوئے ادب ہے، ہَوں جہاں آلِ نبیؐ
ایسی محفل میں کوئی چاہے صدارت کرنا

حافظِ نہجِ بلاغہ تھی علیؑ کی بیٹی
سہل تھا لہجۂ حیدرؑ میں خطابت کرنا

بُغض میں آلِ محمدؐ کے حدیثیں لکھ دیں
اِس کو ہی کہتے ہیں توہینِ رسالت کرنا

جرأت اصغرِؑ بے شیر سند دیتی ہے
ہم پہ لازم ہوئی مظلوم کی نُصرت کرنا

غاصبِ باغِ فدک بن گیا نفرت کا سبب
ورنہ فطرت میں نہیں تھا مِری نفرت کرنا

دیں کے کشکول میں خیرات سروں کی دے کر
گر ہو ممکن تو کبھی تم بھی سخاوت کرنا

یہ علم تعزیئے تابوت عزائے شبیرؑ
کہہ کے بدعت نہ عقیدے کی ہلاکت کرنا

ذکرِ شبیرؑ کی اُجرت جو لیا کرتے ہیں
آ گیا اُن کو بھی فتووں کی تجارت کرنا

مُنکرِ ماتمِ شبیرؑ سے جنّت نے کہا
میری جانب نہ کبھی آنے کی زحمت کرنا

داغِ ماتم مِرے مرقد کو کریں گے روشن
داغِ سجدہ لئے تم قبر میں حیرت کرنا

رکھنا ریحاںؔ کو سائے میں علم کے اپنے
میرے مولا سَرِ محشر یہ عنایت کرنا

—*****—

حسنؑ حسینؑ کی مدحت سے کون روکے گا

حسنؑ حسینؑ کی مدحت سے کون روکے گا
ادائے اجرِ رسالتؐ سے کون روکے گا

شریف خون رگوں میں ہو موجزن جس کے
اُسے علیؑ کی محبت سے کون روکے گا

علیؑ سے بُغض بھی ہے خواہشِ بہشت بھی ہے
سوال کرتے ہو جنّت سے کون روکے گا

محبّتِ ابوطالب متاعِ ایماں ہے
اب اِس کو جبر سے، دولت سے کون روکے گا

یہ دیکھنا ہے کہ ماتم کے داغ یا سجدے
فشارِ قبر کی زحمت سے کون روکے گا

اگر حُسینؑ کا اِنکار اِک دلیل نہ ہو
تو ظُلم و کفر کی بیعت سے کون روکے گا

اُتر گئی ہے محبت حُسینؑ کی دل میں
اَب حُر کو راہِ شہادت سے کون روکے گا

غمِ حُسینؑ تجارت نہیں عبادت ہے
بتاؤ ایسی عبادت سے کون روکے گا

رگوں میں اکبرؑ و اصغرؑ کے خونِ حیدرؑ ہے
اُنھیں حُسینؑ کی نُصرت سے کون روکے گا

یزیدِ نو کو بجز شانِ عزم جزب اللہ
حُسینی عزم کی شدّت سے کون روکے گا

مہار چھوڑ دو قنبرؑ وگرنہ تم بھی گئے
علیؑ علیؑ ہے سخاوت سے کون روکے گا

وہ جس نے کھائی ہو زہرؑا کے ہاتھ کی روٹی
اُسے کہیں بھی شجاعت سے کون روکے گا

علیؑ کی بیٹی علیؑ کا مزاج رکھتی ہے
یزید اس کو خطابت سے کون۔ روکے گا

دعائے زہرؑا سے ریحانؔ ہم حُسینؑ کے ہیں
ہمیں حُسینؑ کی خِدمت سے کون روکے گا

—————*****—————

حیدرؑ سے اگر برسرِ پیکار نہ ہوتے

حیدرؑ سے اگر برسرِ پیکار نہ ہوتے
یوں لوگ ہلاکت میں گرفتار نہ ہوتے
پیدائشی ملتی نہ اگر کور نگاہی
عصمت کے اجالوں سے وہ بیزار نہ ہوتے
ہم لوگ اگر حق سے علاقہ نہیں رکھتے
دِل حُبِّ علیؑ سے کبھی سرشار نہ ہوتے
لاریب کہ وہ بھی ابوطالبؑ کا مکاں ہے
ورنہ کبھی جنّت کے طلب گار نہ ہوتے
پڑجاتا اگر عکسِ علیؑ اُن پہ ذرا بھی
ثابت وہ کبھی ریت کی دیوار نہ ہوتے
یہ نعمتِ غم لیتے محمدؐ سے اگر تم
پھر فرشِ عزاء سے کبھی بیزار نہ ہوتے
کِس شکل میں اللہ مدّد کرنے کو آتا
کیا ہوتا اگر حیدرِؑ کرّار نہ ہوتے
توفیقِ ثنا آلِ محمدؐ جو نہ دیتے
گردن میں ثنا خواں کے کبھی ہار نہ ہوتے
اک داغ کی صورت ہی نظر آتے زمیں پر
ہم لوگ اگر شہہؑ کے عزادار نہ ہوتے
یہ چاند یہ سورج یہ فلک اور ستارے
نہ ہوتے اگر حیدرِؑ کرّار نہ ہوتے
لے لیتے اگر درسِ شجاعت وہ علیؑ سے
رہتے صفِ جرّار میں، فرّار نہ ہوتے

اِک تیرِ تبسّم جو چلاتا نہ مُجاہد
بے کار صَف کفر کے ہتھیار نہ ہوتے

میخوار تھا اقرارِ ولایت جو نہ کرتا
اتنے کبھی غالب کے طرفدار نہ ہوتے

رکھ لیتے نہ گر نیام میں شمشیرِ شجاعت
پابندِ رسن عابدؑ بیمار نہ ہوتے

خوشنودیٔ زہراؑ سے جو نسبت نہیں ہوتی
فردوس میں گھر اشکوں سے تیار نہ ہوتے

ہم حشر میں واللہ سزا ہونے نہ دیتے
تم بُغضِ علیؑ میں جو گرفتار نہ ہوتے

ہر ظلم اگر شام میں حد سے نہ گزرتا
بدنام کبھی شامِ کے اخبار نہ ہوتے

ریحان جو تو مدحتِ مولا نہیں کرتا
خوش تجھ سے کبھی میثمِ تمار نہ ہوتے

*****

رباعی

کیا فکرِ رسولؐ دوسرا جھوٹی ہے
کیا خاک میں تاثیر شفا جھوٹی ہے

یہ بات وہی لوگ کہا کرتے ہیں
جو کہتے ہیں تفسیرِ کساء جھوٹی ہے

محدود نہیں سمجھو دامانِ پیمبرؐ تک

محدود نہیں سمجھو دامانِ پیمبرؐ تک
اِسلام خدیجہؑ کا مقروض ہے محشر تک
شہزادیٔ عصمت کو آغوش میں پالا ہے
ممنون خدیجہؑ کا ہے خالقِ اکبرؐ تک
ازواجِ محمدؐ کی یوں تو ہیں کئی لیکن
کوئی بھی نہیں پہنچی بی بی کے مقدر تک
دامن میں خدیجہؑ کے قدرتِ کی امانت ہے
سائے میں پلی ان کے حسنینؑ کی مادر تک
ہیں مثلِ ابوطالبؑ احسانِ خدیجہؑ بھی
خیبر کی لڑائی سے عاشور کے منظر تک
جو ان کے نواسے ہیں سردارِ جناں ٹھہرے
کیا ان کا بدل ہوگا جن کا نہیں ہمسر تک
کوثر کو خدیجہؑ نے تفسیر عطا کی ہے
مدّاحِ خدیجہؑ ہے خود آیۂ کوثر تک
ہاں ان کی ہی دختر کی چوکھٹ پہ ستارہ بھی
بن جاتا ہے خوش ہو کے شبیرؑ کا نوکر تک
اِس بی بی کی عظمت کو کافی ہے یہی عظمت
تعظیم کو اُٹھتے ہوں جس بی بی کی، حیدرؑ تک
ریحانؔ یہ احساں ہے بس بنتِ خدیجہؑ کا
مفہومِ عزاداری پہنچا ہے مِرے گھر تک

قائم آلِ محمدؐ کا قصیدہ لکھیں

زندگی درد کے زنداں میں گرفتار ہے پھر
عدل و انصاف کی میزان بھی بیمار ہے پھر
اِک مسیحا بخدا قوم کو درکار ہے پھر
دین پہ کُل کی طرح کفر کی یلغار ہے پھر
قائم آلِ محمدؐ کا قصیدہ لکھیں
آیئے بارہویں حیدرؑ کو عریضہ لکھیں

اِس عریضے میں زمانے کی کہانی لکھیں
قلبِ قرطاس پہ خامے کی زبانی لکھیں
یہ بھی ممکن ہے اُسے برسرِ پانی لکھیں
اپنے مکتوب کو موجوں کی روانی لکھیں
کاغذی ناؤ عریضے کی بنا کر بھیجیں
اَشک کی مُہر لفافے پہ لگا کر بھیجیں

والیٔ عَصر کی خدمت میں عریضہ پہنچے
نُطقِ قرآن کو اشکوں کا صحیفہ پہنچے
ساحلِ عشق پہ عاشقِ کا سفینہ پہنچے
جب ہوں سرکار مُصلّے پہ یہ رقعہ پہنچے
شور ہو صاحبِ کردار کا خط آیا ہے
خود کہیں مولا، عزادار کا خط آیا ہے

میرا مولا جو چلاتا ہے زمانے کا نظامِ
بارہواں ہادی ہے وہ اور امام ابنِ امام
بھیجتا ہے جنھیں معبود درود اور سلام
جس کے دَم سے ہے زمانے میں عدالت کا قیام

جو بھی ہوتا ہے زمانے میں خبر رکھتا ہے
ایسا ناظر ہے جو ہم سب پہ نظر رکھتا ہے

جب یہ پردے سے نکل آیا قیامت ہوگی
اس کے ہمراہ مُحبّوں کی جماعت ہوگی
فِتویٰ گردین فروشوں کو خجالت ہوگی
کُھل کے پھر مُنکرِ شبیرؑ پہ لعنت ہوگی

خود ہے معصوم تو معصوم کا بدلہ لے گا
لشکرِ ظُلم سے مظلُوم کا بدلہ لے گا

ہر طرف میثمی کردار نظر آئیں گے
سب کے سب پیروِ مختار نظر آئیں گے
نہ منافق نہ گنہگار نظر آئیں گے
صِرف دنیا میں عزادار نظر آئیں گے

سائباں حضرتِ عباسؑ کا پرچم ہوگا
گھر میں اللہ کے شبیرؑ کا ماتم ہوگا

کاش ریحانؔ کی آنکھیں یہ مناظر دیکھیں
منقبت جس کی کہی ہے اُسے حاضر دیکھیں
ربطِ دیدار نہ ٹوٹے متواتر دیکھیں
وہ جو بچپن سے ہیں بینائی سے قاصر دیکھیں

لے کے پیغامِ خوشی بادِ بہاری آئے
منقبت ختم ہو مولا کی سواری آئے

—★★★★★—

مدّحتِ عبّاسؑ میں مت پوچھ کیا اچھا لگا

مدّحتِ عبّاسؑ میں مت پوچھ کیا اچھا لگا
پیاس کو دریا انھیں غازی لکھا اچھا لگا

جس پہ چل کے حُرؑ نے جنّت کا علاقہ لے لیا
انبیاء کو بس وہی اِک راستہ اچھا لگا

سر نہیں جھکتا قلم کا کوئی لکھ کر دیکھ لے
جب لکھا میں نے کبھی حرفِ وفا اچھا لگا

فرشِ مجلس شکریہ آلِ ابو طالبؑ کے ساتھ
دو گھڑی مِل بیٹھنے کا سلسلہ اچھا لگا

اَیک رونا غار میں اور ایک فرشِ غم پہ ہے
چشم کو دو آنسوؤں کا فاصلہ اچھا لگا

حضرتِ شبیرؑ تو پھر حضرتِ شبیرؑ ہیں
ذوالجناحِ شاہؑ کا بھی نقشِ پا اچھا لگا

دے دیا عاشور کی شب خود ہوا نے فیصلہ
بجھ کے بھی جو بجھ نہ پایا وہ دیا اچھا لگا

اپنی پیشانی پہ جب زخمِ قمع آیا نظر
مدّتوں کے بعد مجھ کو آئینہ اچھا لگا

تو نے چومے تھے قدم عباسؑ کے عاشور کو
بَس یہی انداز تیرا علقمہ اچھا لگا

جب تبرا دشمنِ حیدرؑ پہ کرتا ہے کوئی
چاہے وہ انساں ہو کتنا ہی بُرا اچھا لگا

روٹیاں زہراؑ کے دَر سے عرش والے لے گئے
کیا اُنھیں نانِ جویں کا ذائقہ اچھا لگا

بَرسَرِ نوکِ سِناں قرآں پڑھا شبیرؑ نے
عبد اور معبود کا یہ رابطہ اچھا لگا

ہجرِ اسود اِک طرف، دیوار میں دَر اِک طرف
تُو بتا مُفتی تجھے کعبے میں کیا اچھا لگا

سیّدِ سجّاد کی نسبت سے راہِ شام میں
مجھ کو اپنے پاؤں کا ہر آبلہ اچھا لگا

کربلائے عصرِ نو اور کوفۂ تجدید میں
جو علم عباسؑ کا لے کر چلا اچھا لگا

قبر میں ریحاؔن خود مولا علیؑ کے سامنے
یاعلی مشکلکشا کہنا بڑا اچھا لگا

—★★★★★—

رباعی

موجود دعاؤں میں اثر کس کا ہے
اسلام شجر ہے تو ثمر کس کا ہے

اپنوں کی کمانوں میں اگر تیر نہ ہوں
سرورؑ کے عزادار کو ڈر کس کا ہے

—★★★★★—

جسے حاصل ثنائے شاہؑ کا موسم نہیں ہوتا

جسے حاصل ثنائے شاہؑ کا موسم نہیں ہوتا
خدا بھی ایسے بندے کا شریکِ غم نہیں ہوتا

کہا زخموں نے میرے حسبنا خاکِ شفا لکھئے
کہ اِس نسخے سے بڑھ کر کوئی بھی مرہم نہیں ہوتا

نہ ہو کیوں مولدِ بیت علیؑ عباسؑ سا غازی
کِسی بُزدل کے گھر پیدا کبھی ضیغم نہیں ہوتا

زباں تاثیر سے عاری عقیدے سارے بازاری
ہمارے منبروں پہ اَب کوئی میثم نہیں ہوتا

یہ قانونِ محمدؐ ہے یہ ارشادِ خداوندی
زرِحُبّ علیؑ بڑھتا تو ہے پر کم نہیں ہوتا

سلامی کے لئے جھکتا ہے تابوتِ حُسینیؑ پر
علم عباسِؑ غازی کا وگرنہ خم نہیں ہوتا

یہ کیوں کہتے ہو برگ وگل نہیں روتے غمِ شہہؑ میں
گلوں کی آنکھ میں کیا قطرۂ شبنم نہیں ہوتا

بجز اِک مُنکرِ زہراؑ بجز اِک مُنکرِ ماتم
عزادارِ حُسینؑ ابنِ علیؑ بَرہم نہیں ہوتا

کبھی بھی دامنِ مریم سے نسبت دے نہیں سکتے
اگر دامن ہمارا اشکِ غم سے نم نہیں ہوتا

ہوا کے شہر میں اور آندھیوں کے گھر میں رہ کر بھی
دیا مولا کی اُلفت کا کبھی مدہم نہیں ہوتا

جہاں پر فکر ہو اِک دوسرے کو مات دینے کی
حَسد کی بھیڑ ہے وہ حلقۂ ماتم نہیں ہوتا

علیؑ کی طرح پہلے تیغ کو مَصرف میں لے آئے
فقط تلوار رکھنے سے کوئی رُستم نہیں ہوتا
سبیلِ شاہؑ کا پانی مثالِ آبِ کوثر ہے
یہ پانی چلتا رہتا ہے کبھی زم زم نہیں ہوتا
بقائے دین کی خاطر اِمامت جِس کو پیتی ہے
وہ ساغر مرضئ رب ہے وہ جامِ سم نہیں ہوتا
حسینی مُملکت میں رہنے والے خوب واقف ہیں
غمِ شبیرؑ سے بڑھ کر ہمارا غم نہیں ہوتا
مُخالف ذکرِ حیدرؑ کا کوئی ریحانؔ سے اُلجھے
زبانیں گُنگ ہوتی ہیں قلم میں دَم نہیں ہوتا

—————*****—————

قطعہ

تخلیق ہم ہوئے ہیں جو زہراؑ کی دعا سے
منسوب ہر اک سانس رہے کرب و بلا سے
مجلس کو تماشا نہ بنا اپنی انا کا
زہراؑ نہ چلی جائیں کہیں فرشِ عزا سے

—————*****—————

مجلسِ کے لئے محفلِ شبّرؑ کے لئے ہے

مجلسِ کے لئے محفلِ شبّرؑ کے لئے ہے
کیا خوب یہ اعزاز مِرے گھر کے لئے ہے
تلوار ہو پرچم ہو یا کعبے میں ولادت
جو تحفہ ہے معبود کا حیدرؑ کے لئے ہے
مجروح نہ ہوں گے یہاں جبریل کے شہپرؑ پر
یہ صلح کا میدان ہے شبّرؑ کے لئے ہے
تم چشمِ عزادار کو کمتر نہ سمجھنا
قطرہ یہاں اوصاف سمندر کے لئے ہے
یہ صُلح کی تحریر نہیں مُنکرِ حیدرؑ
یہ تیغِ یداللہ ترے سَر کے لئے ہے
کثرت پہ بہت ناز ہے اِے شام کے حاکم
کہتے ہیں جہنم جسے اکثر کے لئے ہے
آئینہ عباسؑ میں اصغرؑ کو ذرا دیکھ
کافی یہی نو لاکھ کے لشکر کے لئے ہے
تطہیر کی آیت ہے جو قرآن میں تحریر
معصومہٗ عالم تری چادر کے لئے ہے
قرطاس پہ بتلاتے ہیں تحریر کے تیور
آغاز یہ عاشور کے منظر کے لئے ہے
پروانۂ جنّت نہ طلب کرنا علیؑ سے
یہ کام تو سلمانؑ و ابو ذرؑ کے لئے ہے
حیدرؑ کے لئے فخر نہیں بستر ہجرت
حیدرؑ کی قسم فخر یہ بستر کے لئے ہے

شہزادیٔ کونینؑ کا اِک نام ہے کوثر
اعزاز بڑا آئیہ کوثر کے لئے ہے
سر پر جو ہے ریحانؔ ترے چادرِ مِدحت
یہ زادِ سفر گرمیٔ محشر کے لئے ہے

—★★★★★—

قطعہ

گوہرِ مدحت کہاں سب کو نصیب
اس قدر دولت کہاں سب کو نصیب
جو ملی ہے مدحت عباسؑ سے
مفت میں جنت کہاں سب کو نصیب

—★★★★★—

دیکھتی ہے میرے مَولا کی نظر دور تلک، بلکہ بہت دور تلک

دیکھتی ہے میرے مَولا کی نظر دور تلک، بلکہ بہت دور تلک
بچ نہیں سکتا کوئی بانیِٔ شَر دور تلک، بلکہ بہت دور تلک

آمدِ حیدرؑ کرّار سرِ بیت حَرم، ساری دنیا کو خبر ہے یہ محمدؐ کی قسم
بن گیا کعبے کی دیوار میں دَر دور تلک، بلکہ بہت دور تلک

چھوڑ کر میرے نبیؐ کو جو اُحد میں بھاگے، لاکھ تاریخ نے چاہا مگر وہ چھپ نہ سکے
رفتہ رفتہ یہ ہوئی عام خبر دور تلک، بلکہ بہت دور تلک

کون مؤمنِ کہاں مُنکرِ ہے اُسے سب ہے خبر، سات نسلوں پہ نظر رکھتی ہے تیغِ حیدرؑ
کاٹ دیتی ہے منافق کا جگر دور تلک، بلکہ بہت دور تلک

مل گیا ہوتا اگر اذنِ وغا غازی کو دیکھتی خلقِ خدا ایسے مناظر پھر تو
اُڑتے میدان میں سَر دور تلک، بلکہ بہت دور تلک

جنگِ صفّین میں عباسؑ کا حملہ دیکھا، ہوبہو حیدرِؑ کرّار نظر آتا تھا
بھائیِ شبّیرؑ کا، ہاشمِؑ کا قمر دور تلک، بلکہ بہت دور تلک

کربلا پھیل گئی نورِ محمدؐ کی طرح، سرخرو ہوگئے شبیرؑ ابوجَد کی طرح
ذکرِ شبیرؑ کا پہنچا ہے اثر دور تلک، بلکہ بہت دور تلک

لشکرِ شام سے حُرؑ جانبِ شبّیرؑ چلا، عشقِ شبیرؑ مِلا حق کو وہ پہچان گیا
اُس کو جنّت کے نظر آتے ہیں گھر دور تلک، بلکہ بہت دور تلک

جنگ میں نادِ علیؑ کیوں نہ پیمبرؐ پڑھتے، نہ بُلاتے جو علیؑ کو تو نبیؐ کیا کرتے
تیس دن تک نہ مِلا کوئی بھی نر دور تلک، بلکہ بہت دور تلک

ہے رگِ دین میں شامل ابوطالب کا لہو، یہ جو اِسلام کی پھیلی ہے جہاں میں خوشبو
کام آیا ہے خدیجہؑ ترا زر دور تلک، بلکہ بہت دور تلک

جس کے سائے میں طہارت نے طہارت پائی، جس کے گھر کے لئے تطہیر کی آیت آئی
پاک ہے رجس سے ان لوگوں کا گھر دور تلک بلکہ بہت دور تلک

تو جو ریحاںؔ کیا کرتا ہے ذکرِ حیدرؑ لوگ لے جاتے ہیں اشعار ترے خوش ہوکر
اور دہراتے ہیں اک ایک سطر دور تلک بلکہ بہت دور تلک

——*****——

رباعی

کعبے کو شرف آمدِ حیدرؑ سے ملا گھر
مولا ہیں پالان کے منبر سے ملا ہے

داماد پیمبر کو علیؑ کے جیسا
اللہ کے گھر یعنی بڑے گھر سے ملا ہے

——*****——

ذکرِ حیدرؑ جسے ہر آن بُرا لگتا ہے

ذکرِ حیدرؑ جسے ہر آن بُرا لگتا ہے
دَر حقیقت اُسے قرآن برا لگتا ہے

شک جو کرتا رہا ایمانِ ابوطالب پر
دین کو ایسا مُسلمان برا لگتا ہے

حُبِّ حیدرؑ نظر آئے گی اُسی کے دِل میں
جِس کو نامِ ابُو سفیان بُرا لگتا ہے

جس پہ مَن کُنت کا اعلان محمدؐ نے کیا
اُن کو وہ منبرِ پالان بُرا لگتا ہے

پُھول حسنینؑ و علیؑ فاطمہ گلدانِ نبیؐ
پھول کے بغُض میں گلدان بُرا لگتا ہے

ایک فرزندِ علیؑ آج بھی سوتا ہے وہاں
یوں اُنھیں شہرِ خُراسان بُرا لگتا ہے

عزمِ شبیرؑ نظر آیا ہے جِس دن سے وہاں
کُفر کو خطّہِ لبنان بُرا لگتا ہے

مجلسِ سبطِ پیمبرؐ کو جو بدعت سمجھے
ہم کو اُس نسل کا انسان بُرا لگتا ہے

بُزدلی ورثے میں آئی ہو لہو میں جِس کے
غار بہتر اُسے میدان بُرا لگتا ہے

دِل سے ہوتے نہیں جو لوگ مُحبِّ حیدرؑ
بے سبّب بھی اُنھیں ریحاؔن بُرا لگتا ہے

فرشِ مجلس پہ وہی محوِ بُکا ہوتا ہے

فرشِ مجلس پہ وہی محوِ بُکا ہوتا ہے
جس کا شجرہ ابوطالبؑ سے مِلا ہوتا ہے

جس کی تقدیر میں ہے خاکِ شفا پر سجدہ
خاک میں مل کے وہی خاکِ شفا ہوتا ہے

لاکھ کُھلتی رہیں فتوؤں کی دکانیں لیکن
ماتمِ سبطِ نبیؐ صبح و مَسا ہوتا ہے

بند ہوجاتے ہیں تقدیر پہ جب بابِ عطا
روضۂ حضرتِ عباسؑ کُھلا ہوتا ہے

زہرؑا لے جاتی ہیں وہ سہرۂ اکبرؑ کے لئے
پھول اشکوں کا جو آنکھوں میں کھلا ہوتا ہے

علقمہ اپنی ہی نظروں میں گری جاتی ہے
جب کہیں تذکرۂ کرب و بلا ہوتا ہے

روشنی کھینچ رہی ہے اُسے اپنی جانب
حُرؑ اندھیروں کی فصیلوں سے جدا ہوتا ہے

ناخدا کشتیٔ اِسلام کا جب کوئی نہ ہو
پیکرِ سبطِؑ پیمبر میں خدا ہوتا ہے

غور سے دیکھوں جو ماتم کے نشاں سینے پر
فیصلہ میری شِفاعت کا لکھا ہوتا ہے

حُرملا موت تری وار سے پہلے ہوتی
ورنہ کب تیر تبسّم کا خطا ہوتا ہے

ہر عزادارِ حسینؑ ابنِ علیؑ کے گھر میں
روشنی کے لئے اشکوں کا دیا ہوتا ہے

بغضِ خوشبو میں جو پھولوں سے عداوت رکھے
وہ تو قزّاقِ فدک سے بھی بُرا ہوتا ہے
نام رکھ لینے سے سورج نہیں ہوتا کوئی
جس کو پالا ہو اندھیروں نے وہ کیا ہوتا ہے
اُن کے کردار میں ریحانِ وفا ہوتی ہے
مثلِ شبیرؑ جنھیں پاسِ وفا ہوتا ہے

———★★★★★———

چُپ ہے دربارِ جفا بول رہی ہیں زینبؑ

چُپ ہے دربارِ جفا بول رہی ہیں زینبؑ
صورتِ نکتۂ بَا بول رہی ہیں زینبؑ
ناطقِ نہج بلاغہ اُنھیں کہنا ہی پڑا
لفظِ قرآن نما بول رہی ہیں زینبؑ
لے کے پیغامِ حسینؑ کا علم ہاتھوں میں
گو رَسن میں ہے گلا بول رہی ہیں زینبؑ
دَب نہیں سکتی ہے تا حشر صدائے ھَل مِن
بَن کے ھَل مِن کی صدا بول رہی ہیں زینبؑ
غیض میں سیّدِ سجّادؑ نے اعلان کیا
رُک ذرا دیرِ ہوا بول رہی ہیں زینبؑ
زخمِ ماتم پہ ابھی خاکِ شفا رکھی تھی
مِل گئی تجھ کو شِفا بول رہی ہیں زینبؑ
میں ضمانت تمھیں دیتی ہوں علم کے نیچے
رَد نہیں ہو گی دُعا بول رہی ہیں زینبؑ

ایسا سنّاٹا ہے سانسوں کی صدا آتی ہے
چُپ ہے مقتل کی فضا بول رہی ہیں زینبؑ

انتقامِ شہدا لے لیا آخر میں نے
بَرسرِ فرشِ عزا بول رہی ہیں زینبؑ

چشمِ خونبار سے گرتے ہوئے اشکوں نے کہا
چِھن گئی سَر سے رِدا بول رہی ہیں زینبؑ

نوکِ نیزہ پہ تلاوت سرِ شبیرؑ نے کی
کھا گئی مات قضا بول رہی ہیں زینبؑ

بَرسرِ خاک گرا نیزے سے عباسؑ کا سَر
اِس کو کہتے ہیں وفا بول رہی ہیں زینبؑ

بَرسرِ کرب و بلا منظرِ معراج ہے پھر
عرش پہ چُپ ہے خدا بول رہی ہیں زینبؑ

میرا ایمان بھی ریحاؔن عقیدہ بھی یہی
جو مِرے رَب نے کہا بول رہی ہیں زینبؑ

——★★★★★——

رباعی

حیدرؑ کی محبت کا ثمر پایا ہے
کم علم نے لکھنے کا ہنر پایا ہے

اک بیعت کے بدلے میں بہ الطاف و کرم
رہنے کے لئے خلد میں گھر پایا ہے

رگوں میں مثل خوں رواں حُسینؑ تھے حُسینؑ ہیں

رگوں میں مثل خوں رواں حُسینؑ تھے حُسینؑ ہیں
زمیں پہ رہ کے آسماں حُسینؑ تھے حُسینؑ ہیں

خدا کا گھر نبیؐ کا دیں کتابِ حق ہو یا زمیں
سروں پہ سب کے سائباں حُسینؑ تھے حُسینؑ ہیں

علیؑ تھے خیر آئینہ مثالِ عکس جا بجا
اُحد سے تابہ نہرواں حُسینؑ تھے حُسینؑ ہیں

صدائے کُن جو راز ہے گواہ بے نیاز ہے
اُسی صدا کے راز داں حُسینؑ تھے حُسینؑ ہیں

یقین کر گماں نہیں عیاں ہے سب نہاں نہیں
امینِ حرف کُن فِکاں حُسینؑ تھے حُسینؑ ہیں

علیؑ ہیں نفسِ مصطفیٰؐ بتول بضعتِ نبیؐ
نبیؐ کا دِل نبیؐ کی جاں حُسینؑ تھے حُسینؑ ہیں

خلافِ تخت و تاج تھے رسُولؐ کا مزاج تھے
مزاجِ کُفر پر گراں حُسینؑ تھے حُسینؑ ہیں

نماز اور اذان کا خدائے مہربان کا
علم لئے رواں دواں حُسینؑ تھے حُسینؑ ہیں

رسولؐ سے بتولؑ تک مُباہلہ ہو یا فِدک
گواہِ صدق و صادقاں حُسینؑ تھے حُسینؑ ہیں

نبیؐ ہیں کعبۂ یقیں علیؑ ہیں قبلۂ زمیں
اِنہی حدوں کے درمیاں حُسینؑ تھے حُسینؑ ہیں

وہی ستم وہی جفا وہی ہے اب بھی کربلا
اذاں بہ لب سرِسناں حُسینؑ تھے حُسینؑ ہیں

لُٹا کے گھر کٹا کے سر کیا تھا سجدہ خاک پر
امیرِ صبرِ دو جہاں حُسینؑ تھے حُسینؑ ہیں

جو چھا رہی تھیں دین پر زمیں کے ہر مکین پر
نہیں رہیں وہ بدلیاں حُسینؑ تھے حُسینؑ ہیں

وہ جس کو خود پہ ناز تھا وہ جس نے تشنہ لب رکھا
وہ علقمہ گئی کہاں حُسینؑ تھے حُسینؑ ہیں

ہزار تشنگی رہی سبیل ہے گلی گلی
جو دے رہی ہے یہ بیاں حُسینؑ تھے حُسینؑ ہیں

سخنوری کی جان ہوں ریحانؔ خوش بیان ہوں
قلم پہ میرے مہرباں حُسینؑ تھے حُسینؑ ہیں

———★★★★★———

باقی نہ تخت و تاج نہ دربار رہ گیا

باقی نہ تخت و تاج نہ دربار رہ گیا
ہاں رہ گیا حُسینؑ کا اِنکار رہ گیا

کعبے میں یہ جو نقش بہ دیوار رہ گیا
بَن کر شگافِ سینۂ کُفّار رہ گیا

فرشِ عزا پہ زینتِ رومالِ فاطمہ
قطرہ بہ قطرہ اشکِ عزادار رہ گیا

پتھر پہ بوتراب کے قدموں کے ہیں نِشاں
پانی پہ نقشِ پائے علمدارؑ رہ گیا

حُرؑ رہ سکا نہ رہتے ہوئے فوج شام میں
آیا درِحُسینؑ پہ اِک بار رہ گیا

کہتا ہے بُجھ کے یہ شبِ عاشور کا دیا
روشن حُسینی فوج کا کردار رہ گیا

توڑا اجل نے دائرۂ یا ورانِ شاہ
شبیرؑ مثلِ نکتۂ پرکار رہ گیا

کرب و بلا کے بعد بھی چونتیس سال تک
آنکھوں سے خوں بہانے کو بیمار رہ گیا

دیکھا ہے اُس نے بے ردا بنتِ بتولؑ کو
حیراں ہوں کیوں یہ شام کا بازار رہ گیا

یہ سرخیٔ شفق نہیں کرب و بلا کے بعد
چشمِ فلک میں منظرِ خوں بار رہ گیا

کوثر سے دیکھتا ہوں زمیں کربلا کی میں
اِس پار میں ہوں، دِل مِرا اُس پار رہ گیا

اُس باوفا دلیر پہ ریحانؔ کا سَلام
دِل میں جو لے کے حسرتِ پیکار رہ گیا

—*****—

رباعی

قرآن میں قرآن کی تفسیر میں ہے
یہ بات دلِ کاتبِ تقدیر میں ہے

خوشنودی زہراؑ کی سند چاہتے ہو
لاریب کہ وہ ماتمِ زنجیر میں ہے

—*****—

اَب کوئی غم اب کوئی مُشکل کہاں رستے میں ہے

اَب کوئی غم اب کوئی مُشکل کہاں رستے میں ہے
جانبِ مجلس چلا ہوں کہکشاں رستے میں ہے

کربلا جاتے ہوئے زادِ سفر کی فکر کیا
حضرتِ عبّاسؑ جیسا مہرباں رستے میں ہے

مُنکر زہرؑا بتا جنّت میں کیسے جائے گا
جو درِ زہرؑا سے اُٹھا وہ دھواں رستے میں ہے

نام زینبؑ کام میرا انتقامِ کربلا
شامیوں! میں آرہی ہوں کارواں رستے میں ہے

مادرِ اصغرؑ کو مقتل سے نہ لے جا اے لعیں
بے کفن، تشنہ دھن وہ بے زباں رستے میں ہے

منکرِ مدحِ علیؑ جنّت میں کیسے جائے گا
قبر برزخ بیچ میں اور آسماں رستے میں ہے

شاہؑ کہتے تھے کہ ہم تو دے چکے ہیں امتحاں
اے بہن باقی تمھارا امتحاں رستے میں ہے

انتقام کربلا نزدیک آپہنچا بہت
میرا مالک، میرا آقا، مہرباں رستے میں ہے

بزمِ مدحِ پنجتنؑ میں آ گئے ریحان ہم
در کھلا رکھنا ابھی سارا جہاں رستے میں ہے

*****

عقیدتوں کے کِھلے ہیں گلاب مجلس میں

عقیدتوں کے کِھلے ہیں گلاب مجلس میں
ضرور ہوں گے رسالتمآبؐ مجلس میں

سوال یہ ہے کہ تشنہ لبوں کے ذکرِ کے ساتھ
کہاں سے آتا ہے یہ سیلِ آب مجلس میں

سلام مجلسِ شبیرؑ ابتدا میں ہمیں
مِلا حدیثِ کساء کا ثواب مجلس میں

مِلا کے حُبِّ علیؑ کو غمِ حسینؑ کے ساتھ
خطیب لایا وِلا کی شراب مجلس میں

بس ایک نعرۂ حیدرؑ ہے اور ذکرِ حسینؑ
جو لکھ رہے ہیں نسب کا نصاب مجلس میں

منافقین کے چہروں سے یاعلیؑ کہہ کر
اُلٹتا رہتا ہوں دُھری نقاب مجلس میں

بنامِ حضرتِ عباسؑ دیکھ لے دنیا
کُھلی ہوئی ہے وفا کی کتاب مجلس میں

صدائے ماتمِ شبیرؑ کھول دیتی ہے
پلک جھپکتے ہی جنّت کے باب مجلس میں

حُسینؑ مِنّی کا مفہوم کُھل گیا سب پر
ہوا جو ذکرِ رسالت مآب مجلس میں

ہمارے اشکوں کا رومالِ سیّدہؑ کے لئے
خدا کا شکر، ہوا انتخاب مجلس میں

جہاں بھی اُٹھتا ہے مجلس کے بعد گہوارہ
شریک ہوتی ہیں اُمّ ربابؑ مجلس میں

—————★★★★★—————

قطعہ

اے دل غم اثر اور کیا چاہیے
مل گیا شہہؑ کا در اور کیا چاہیے

صرف ایک شعر پر خُلد میں گھر ملا
شاعری کا ثمر اور کیا چاہیے

—————★★★★★—————

کہتا ہوں بار بار مِری بات مان لے

کہتا ہوں بار بار مِری بات مان لے
کر شہؑ کے غم سے پیار مری بات مان لے

جنّت کی فکر چھوڑ دے مجلس میں آ کے بیٹھ
زہراؑ ہیں ذمہ دار مِری بات مان لے

حیدرؑ سے جنگ کرنے سے بہتر ہے خودکشی
کہتی ہے ذوالفقار مِری بات مان لے

یہ ہے غمِ حُسینؑ، قرارِ دلِ نبیؐ
ہے شرطِ اعتبار مِری بات مان لے

حُرؑ کی طرح سے تو بھی پلٹ جانب حُسینؑ
موسم ہے سازگار مِری بات مان لے

سکّہ چلا کے اشکوں کا جنّت خرید لے
اِس میں نہ کر اُدھار مِری بات مان لے

بدعت جو کہہ رہے ہیں عزائے حسینؑ کو
کر اُن پہ بے شمار مِری بات مان لے

جس میں ہلاکتوں کا کوئی شائبہ نہ ہو
کر ایسا کاروبار مِری بات مان لے

وہ جس کے دَم سے ایک عبادت ہے انتظار
کر اُس کا انتظار مِری بات مان لے

کِس سے کہا تھا موت نے میں لوٹ جاؤں گی
تو یاعلیؑ پُکار مِری بات مان لے

نادِ علیؑ کے ورد سے ذکرِ حُسینؑ سے
ملتا ہے اقتدار مِری بات مان لے

مرحَب سے بولی تیغ علیؑ سامنے نہ آ
کرتی ہوں دو کے چار مِری بات مان لے

عباسؑ بولے کھینچ کے خط فوج شام سے
ہے موت اس کے پار مِری بات مان لے

فرشِ عزا پہ آکے اَنا اپنی توڑ دے
اِے شہہؑ کے سوگوار مِری بات مان لے

منبر پہ آکے وارثِ منبر کی بات کر
مجلس کا رکھ وقار مِری بات مان لے

اصغرؑ کے بعد کہتی تھی بانو بصد بُکا
گھر آجا ایک بار مِری بات مان لے

مجھ سے تو صرف باغِ رسالت کی بات کر
اِے موسمِ بہار مِری بات مان لے

رازِ غمِ حسینؑ سمجھنے کے واسطے
غم کرلے اختیار مری بات مان لے

چہرے کو اپنے نامِ علیؑ لے کے دیکھیو
آجائے گا نکھار مری بات مان لے

دی ہے خدا نے ذکرِ امامت کے واسطے
ہر سانس مستعار مری بات مان لے

بیمارِ کربلا نے ستمگار سے کہا
بچّی کو یوں نہ مار مری بات مان لے

شمرِلعین سے کہتی تھی بیٹی بتولؑ کی
چادر تو نہ اُتار مری بات مان لے

مرنے سے پہلے صغراؑ کو اِک بار دیکھ جا
اکبرؑ بس ایک بار مری بات مان لے

بعدِ حیات عارضی مومن کو قبر میں
ہوتا نہیں فشار مری بات مان لے

اِے دِل بقائے مجلس و ماتم کے واسطے
رہنا ہے ہوشیار مری بات مان لے

راہِ وفا پہ چلتا ہے ریحانؔ کا قلم
جو ہے وفا شعار مری بات مان لے

غمِ کربلا سے بڑھ کر غمِ دوستاں نہیں ہے

غمِ کربلا سے بڑھ کر غمِ دوستاں نہیں ہے
جو بیاں کرے نہ اس کو وہ زباں، زباں نہیں ہے

ہو نگاہ و دل کو مژدہ یہ جو فرش ہے عزا کا
کوئی آہ کوئی آنسو یہاں رایگاں نہیں ہے

مِرا گھر تو کربلا ہے یہ خیال ہی عبث ہے
مِرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے

چلا حُرؑ یہ سب سے کہہ کر سوئے شاہِؑ دیں ادب سے
جہاں اور رہ سکوں میں یہ وہ کارواں نہیں ہے

یہ جو فرش ہے عزا کا یہی گھر ہے سیّدہ کا
جسے بجلیاں جلادیں یہ وہ آشیاں نہیں ہے

جو علم اُٹھا رہے ہیں وہ کبھی نہیں کہیں گے
کڑی دھوپ پڑ رہی ہے کوئی سائباں نہیں ہے

تہہ تیغ تھا جو سجدہ کیا وہ رازِ کُن سے کم تھا
وہی راز ہے خدا کا کوئی رازداں نہیں ہے

میں حُسینؑ سے ہوں اس پر کبھی تم گماں نہ کرنا
یہ بیان ہے نبیؐ کا یہ مِرا بیان نہیں ہے

وہ فلک فلک نہیں ہے وہ زمین ہے جہنم
جہاں تو نہیں ہے مولا جہاں تیری ماں نہیں ہے

سرِبزم کہہ رہا ہوں ہے یہی مِرا عقیدہ
نہ ہو جس میں نامِ حیدرؑ وہ اذاں اذاں نہیں ہے

مرے دل میں کربلا ہے یہ رہے خیال واعظ
یہاں دستکیں نہ دینا یہ ترا مکاں نہیں ہے

مجھے اُس گلی سے نفرت مجھے اُس مکاں سے وحشت
جہاں ماتمی نہیں ہیں جہاں نوحہ خواں نہیں ہے

مِرے اشک ہیں امانت نہ لگاؤ اس کی قیمت
مِرے آنسوؤں کی قیمت تو یہ آسماں نہیں ہے

یہ سوال کر رہا ہوں میں ریحانؔ واعظوں سے
جسے کہہ رہا ہے بدعت وہ عزا کہاں نہیں ہے

—*****—

کب بے نسب کے ہاتھ میں سجتی ہے ذوالفقار

کب بے نسب کے ہاتھ میں سجتی ہے ذوالفقار
دستِ علیؑ پہ اِس لئے اُتری ہے ذوالفقار

کتنے منافقین کو دوزخ میں لے گئی
سو(۱۰۰) مارتی ہے ایک ہی گنتی ہے ذوالفقار

تلوار کیوں کہوں یہ کسوٹی عجیب ہے
نسلِ منافقین پرکھتی ہے ذوالفقار

جب بھی نمازِ شکر کی منزل قریب ہو
سجدہ علیؑ کے ہاتھ پہ کرتی ہے ذوالفقار

دستِ حسنؑ میں شان ہی کچھ اور ہوگئی
بن کر قلم نیام سے نکلی ہے ذوالفقار

حیدرؑ کی کامرانی کے قصے سُناتی ہے
بنتِ نبیؐ کی ایسی سہیلی ہے ذوالفقار

جِن لوگوں سے نبیؐ کا جنازہ نہ اُٹھ سکا
کب ایسے ویسے لوگوں کو ملتی ہے ذوالفقار

آئے علیؑ کے سامنے جب کوئی روسیاہ
فوراً لباسِ سرخ پہنتی ہے ذوالفقار

مرحب مزاج جائے اماں کیسے پائیں گے
دامِ اجل بچھا کے نکلتی ہے ذوالفقار

ہے غیبتِ طویل میں کرب و بلا کے بعد
دستِ امامِ عصر میں رہتی ہے ذوالفقار

حَل کرسکے گا جِس کو علیؑ العظیم ہی
کون و مکاں میں ایسی پہیلی ہے ذوالفقار

لاسیف کہہ کے دے دیا قدرت نے فیصلہ
ہے لافتیٰ اکیلا، اکیلی ہے ذوالفقار
کھولے ہے مُنہ کو اور کمر ہوگئی ہے خَم
اصغرؑ کی قبر کھود کے اُٹھی ہے ذوالفقار
ریحانؔ جب بھی لکھتا ہوں حیدرؑ کا تذکرہ
میرے قلم کے روپ میں چلتی ہے ذوالفقار

—————*****—————

رباعی

قائم رہے یہ شعلہ بیانی میری
اور قدر کریں لفظ و معنی میری

منبر پہ دعا کرتا ہوں اے ربِ قلم
ہو سب سے جدا مرثیہ خوانی میری

—————*****—————

ذکرِ عباسؑ ذکرِ حیدرؑ ہے

ذکرِ عباسؑ ذکرِ حیدرؑ ہے
جیسے لشکر کے پیچھے لشکر ہے
اِک نُصیری کا، اک وفا کا خدا
دو خداؤں کا ایک ہی گھر ہے
لافتیٰ یہ بھی لافتیٰ وہ بھی
یہ بھی حیدرؑ ہے وہ بھی حیدرؑ ہے
گاڑنا ہے علم حدف لیکن
اِک کا پانی ہے اِک کا پتھر ہے
ایک ساقی ہے ایک سقّہ ہے
علقمہ اُس کی، اُن کا کوثر ہے
ایک ہے شہر دو ہیں دروازے
یہ وَفا کا، وہ عِلم کا در ہے
ایک سورے کی آیتیں دو ہیں
چشمِ قرآن میں برابر ہے
عین دونوں کے نام میں شاملِ
اور علم دونوں کا مقدّر ہے
• عکس و آئینۂ ابوطالبؑ
مختلف تو ہیں ایک جوہر ہے
اِک علیؑ دوسرا ہے نادِعلیؑ
ایک دل میں ہے ایک لب پر ہے
تارا اُترا تو ہے علیؑ کے گھر
قد میں عباسؑ کے برابر ہے

مدح عباسؑ اور علیؑ کر کے
وہ جو قطرہ تھا، اَب سمندر ہے
وہ جو دن ہے ظہور غازی کا
شامیوں کا تو روزِ محشر ہے
پائے عباسؑ، پائے حیدرؑ پر
میرا تکیہ ہے میرا بستر ہے
چشمِ شمشیرِ ظلم کی زد پر
اِک کے بازو ہیں، ایک کا سر ہے
مطلع ریحانؔ نذرِ غازیؑ تھا
اور مقطعہ برائے حیدرؑ ہے

—*****—

رباعی

جی چاہتا ہے اجرِ رسالت ادا کروں
کچھ نظرِ بارگاہِ رسولِؐ خدا کروں
ریحانؔ میں ہوں ان کے اشارے کا منتظر
ہاں کہہ دیں پنجتنؑ، تو شروع مرثیہ کروں

—*****—

مقصدِ مصطفیٰ، حُسینؑ! حُسینؑ!

مقصدِ مصطفیٰ حُسینؑ! حُسینؑ!
کہیئے صبح و مسا حُسینؑ! حُسینؑ!

کُن کی شانِ نزول سے پہلے
کہہ رہا تھا خدا حُسینؑ! حُسینؑ!

ہم نے دو لفظ ماں سے سیکھے ہیں
کربلا! کربلا! حُسینؑ! حُسینؑ!

فاطمہؑ پیستی رہیں چکّی
آرہی تھی صدا حُسینؑ! حُسینؑ!

مُجھ سے پوچھا کسی نے دینِ مرا
میں نے بَس لکھ دیا حُسینؑ! حُسینؑ!

مصطفیٰ مرتضیٰ بتولؑ حسنؑ
بزمِ نورِ کساء حُسینؑ! حُسینؑ!

پیاس کی یاد حضرتِ عباسؑ
موج کا مرثیہ حُسینؑ! حُسینؑ!

مُشکلوں کا علاج سُن مجھ سے
دیکھ کہہ کر ذرا حُسینؑ حُسینؑ

تیرگی ہوگی قبر سے رُخصت
یاعلیؑ کہہ دے یا حُسینؑ! حُسینؑ!

سیّدہؑ کی دُعا نے گھیر لیا
میں نے جب بھی لکھا حُسینؑ! حُسینؑ!

معجزہ ہے رسولؐ کا اسلام
اور پسِ معجزہ حُسینؑ! حُسینؑ!

کالا ملبوس زیبِ تن کر کے
کعبہ کہنے لگا حُسینؑ! حُسینؑ!

جو بُجھایا تھا روزِ عاشورہ
اُس دیئے کی نوا حُسینؑ! حُسینؑ!

خاکِ کرب و بلا پُکار اُٹھی
بن کے خاکِ شفا حُسینؑ! حُسینؑ!

ماتمی سے کہا یہ جنّت نے
کہہ کے نزدیک آ، حُسینؑ! حُسینؑ!

غازی عباسؑ توہیں شہرِ وفا
سجدہ گاہِ وفا حُسینؑ! حُسینؑ!

خود بھی چاہیں تو لا نہیں سکتے
اَب کوئی دوسرا حُسینؑ حُسینؑ

بولا قرآن سُن کے اپنی ثناء
مَرحبا! مَرحبا! حُسینؑ! حُسینؑ!

دیکھیں جِس رُخ سے ایک مطلب ہے
اِنّما، ھَل اتیٰ حُسینؑ! حُسینؑ!

کون اُمّت کو بخشوائے گا
فاطمہؑ نے کہا حُسینؑ! حُسینؑ!

صاف ریحانؔ بول سکتا ہے
مجھ سا لکنت زدہ حُسینؑ! حُسینؑ!

—★★★★★—

جو تصویرِ تشنہ لباں کھینچتے ہیں

جو تصویرِ تشنہ لباں کھینچتے ہیں
سوئے کربلا قلب و جاں کھینچتے ہیں

اگر کوئی حُرؑ ہو تو جنّت کے مالک
مقدر میں خطِ اماں کھینچتے ہیں

ہم اہلِ عزا فرش مجلس پہ آ کر
زمیں کی طرف آسماں کھینچتے ہیں

اگر حُب حیدرؑ سے دامن ہے خالی
تو سانسیں بھی ہم رائیگاں کھینچتے ہیں

کُھلا زلزلے منکرانِ عزا کے
زمیں کی تہوں میں مکاں کھینچتے ہیں

زباں جس نے کھولی ہے بغض علیؑ میں
زباں اُس کی اہلِ زباں کھینچتے ہیں

بُجھا کر چراغوں کو عاشور کی شب
شہہؑ دیں حدِ دوستاں کھینچتے ہیں

بنا سر کوئی پار کر لے تو کر لے
زمیں پر جو غازی نشاں کھینچتے ہیں

کلیجہ پسر کا نکل آیا کھینچ کر
سُنا تھا شہہؑ دیں سناں کھینچتے ہیں

عجب خواب صُغراؑ نے اک روز دیکھا
بہن کی عدو بالیاں کھینچتے ہیں

کہا شہہؑ سے اصغرؑ نے دیجئے اجازت
ستمگر سے تیر و کمان کھینچتے ہیں

جو کل برگِ گل سے چھلے جا رہے تھے
وہی پاؤں اب بیڑیاں کھینچتے ہیں

زمیں کربلا کی لرزنے لگی ہے
عدو بستر ناتواں کھینچتے ہیں

خدائے سُخن کی زمیں پر قلم کو
جو اہلِ خِرد ہیں کہاں کھینچتے ہیں

یہ ثابت ہے ریحانؔ ہم چشم نم سے
غمِ شہہؑ میں سیلِ رواں کھینچتے ہیں

—★★★★★—

ریحان اعظمی کے شائع شدہ مجموعے

محفوظ بک ایجنسی امام بارگاہ شاہ نجف مارٹن روڈ کراچی
Tel : 412 4286 - 491 7823 Fax : 431 2882 Email : anisco@cyber.net.pk